جلد ۱۰ ظہور ۱۳۴۸ ہش شمارہ ۸

اگست ۱۹۶۹ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

KHILAFAT LIBRARY

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ سالھ پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنا انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۴۸ ھش

(اگست ۱۹۶۹ء)

KHILAFAT LIBRARY

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے ⁂ فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

فہرستِ مضامین

ناشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم ۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ۔ ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۰	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	شمارہ ۸

ظہور ۱۳۴۸ھش

KHILAFAT LIBRARY

چاند کی سطح پر اترنے اور وہاں سے واپس آنے کا محیر العقول کارنامہ

تسخیر کائنات کی انسانی کوششوں کے متعلق قرآنی پیشگوئی اور اس کا ظہور

۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء کا دن نوعِ انسان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک یادگار دن رہے گا۔ یہ وہ دن ہے کہ جب ابتدائے آفرینش سے کرۂ ارض کے اقطار و اطراف میں محدود و مقیّد انسان نے ان اقطار و اطراف سے باہر نکل کر خلائے بسیط کی پہنائیوں میں پرواز کی اور آسمانوں کی بعض بلندیوں کو پھاندتے اور دو لاکھ چالیس ہزار میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ بالآخر اپنی خوابوں کی سرزمین یعنی چاند کی سطح پر جا اُترا۔ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ خالقیت کے ماتحت کائنات کا یہ لامتناہی طور پر وسیع و عریض سلسلہ پیدا اور اس کا نہایت درجہ محکم و ابلغ نظام قائم کیا ہے یہ پہلا موقع تھا کہ چاند کی سطح پر انسانی قدموں کے نشان ثبت ہوئے اور اس حال میں ثبت ہوئے کہ چاند کی سرزمین کے ہوا سے محروم ہونے کے باعث وہاں کرۂ ارضی کے فضائی حالات پیدا کئے بغیر کسی متنفس کا زندہ رہنا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح وہ بات جو قرنہا قرن سے محض افسانہ کا درجہ رکھتی تھی حقیقت بن کر کُل عالم کے سامنے آگئی۔

یہ محیر العقول اور بظاہر ناممکن الحصول کارنامہ امریکہ کے دو خلا نوردوں نیل آرمسٹرانگ اور ایڈون آلڈرن نے

ایک تیسرے خلا نورد مائیکل کولنز کی معاونت سے سرانجام دیا ہے۔ ان میں سے پہلے دو خلانورد نہ صرف چاند کی سطح پر قدم رکھنے والے پہلے انسان ہیں بلکہ انہوں نے چاند کی سطح پر اُترنے کے بعد وہاں مسلسل بائیس گھنٹے قیام کیا۔ اُن کے اِس عرصۂ قیام میں دو اڑھائی گھنٹہ کا وہ عرصہ بھی شامل ہے جس میں انہوں نے اپنی خلائی گاڑی "عقاب" سے باہر نکل کر چاند کی سطح پر چہل قدمی کی، وہاں کی مٹی اور پتھروں وغیرہ کے بیس پونڈ وزنی نمونے جمع کئے اور عینی مشاہدہ کے بل پر چاند کے متعلق ایسی معلومات حاصل کیں جن سے کرۂ ارض پر زندگی بسر کرنے والا انسان پہلے یکسر ناآشنا و نابلد تھا۔ یہ خلانورد جو ۱۶ر جولائی کو اِس تاریخی مہم پر روانہ ہوئے تھے چاند کی سطح پر بعض سائنسی آلات نصب کرنے اور نت نئے سائنسی تجربات کرنے کے بعد ۲۴ر جولائی کو زمین پر واپس پہنچ چکے ہیں۔ ورطۂ حیرت میں ڈالنے والے اِس عظیم الشان کارنامے کی بدولت انسانی سعی و عمل، مہم جوئی اور حصولِ ترقی کی جہدِ مسلسل کی تاریخ میں ایک ایسے تابناک باب کا اضافہ ہوا ہے جو نوعِ انسان کی زندگی میں ایک نئے موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب صرف چاند ہی نہیں بلکہ کائنات کے دوسرے سیاروں میں پہنچنے کی راہ ہموار ہوگئی ہے اور انسان نے ابھی سے ان سیاروں میں پہنچنے کے خواب بھی دیکھنے شروع کر دیئے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

خلائی تحقیق کے میدان اور تسخیرِ کائنات کی اِس مہم میں اقوامِ عالم میں سے صرف دو قومیں جو دُنیا کی مالدار ترین قومیں ہیں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتی رہی ہیں اور وہ ہیں روس اور امریکہ۔ روس گو ابھی تک انسان کو چاند پر اُتارنے میں کامیاب نہیں ہوا ہے لیکن اُس نے بھی اپنا ایک خلائی جہاز جس میں کوئی انسان سوار نہیں تھا عین اسی روز چاند پر اُتارا ہے جس روز امریکی خلا بازوں نے چاند پر قدم رکھا۔ اِس میں شک نہیں کہ خلائی تسخیر کی اِس مہم میں جس میں روپیہ پانی کی طرح بہانا پڑتا ہے روس اور امریکہ ایسی انتہائی مالدار اقوام ہی حصہ لے سکتی ہیں چنانچہ امریکہ کی اِس مہم پر جو انسانی عظمت کا پرچم چاند پر لہرانے کا موجب ہوئی ہے ایک کھرب بیس ارب روپیہ صرف ہوا ہے۔ ظاہر ہے کوئی اَور قوم اگر فلکیات، طبیعیات اور ریاضی میں کمال حاصل بھی کر لے اور مطلوبہ فنّی مہارت سے بھی پُوری طرح مزیّن ہو جائے جیسا کہ بعض دوسری اقوام اِس لحاظ سے یہ مرتبہ اور مقام حاصل کر بھی چکی ہیں، پھر بھی مالی وسائل کے فقدان یا کمی کی وجہ سے ان کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خلائی تسخیر کی مہم میں حصہ لے سکیں یہ امریکہ اور روس کو ہی زیب دیتا تھا کہ وہ اِس میدان میں اُترتے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔

البتہ ایک امر جو دُنیا بھر کے مذہبی حلقوں کے لئے کسی قدر فکر اور تشویش کا موجب ہے اور ہونا بھی چاہئے وہ یہ ہے کہ دونوں قومیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اُس کی لامحدود صفات اور طاقتوں اور قدرتوں کی قولاً یا عملاً

منکر ہیں۔ روس تو ہے ہی خدا کی ہستی کا منکر اور مذہب سے کسی قسم کا کوئی علاقہ نہیں رکھتا حتیٰ کہ آج سے چند سال پیشتر جب اُس نے پہلا انسان خلا میں بھیجا تھا تو مسٹر خروشیف نے جو اُس وقت روس کے وزیراعظم تھے تمسخر و استہزاء کے رنگ اور تعلّی آمیز لہجہ میں یہ کہا تھا کہ ہم نے آسمان پر بھی جا کر دیکھ لیا خدا وہاں بھی نظر نہیں آیا۔ اس کے بالمقابل امریکہ اور دوسری مغربی اقوام گو خدا کی اِس رنگ میں تو منکر نہیں ہیں لیکن عیسائیت کے غیر فطری عقائد سے بیزاری اور سراسر ایک مادی تہذیب کے جنگل میں گرفتاری کے سبب خدا پر حقیقی ایمان سے وہ بھی عاری ہیں۔ وہ اِس درجہ فسق و فجور میں سر سے پاؤں تک غرق ہیں کہ انہیں بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ اِس کائنات کا کوئی خالق و مالک بھی ہے جس کے سامنے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا۔ ایسی دہریہ اور بے دین اقوام کا مادی علوم میں بے اندازہ ترقی کے ساتھ ساتھ تسخیرِ کائنات کی مہم میں ایسی محیّر العقول کامیابی سے ہمکنار ہونا کہ ایک کرّہ سے دوسرے کرّہ میں جا پہنچنا اور پھر وہاں کامیاب سائنسی تجربات کے بعد زمین پر واپس آ جانا اِس لحاظ سے خطرہ سے خالی نہیں ہے کہ کہیں ان کا یہ ظاہری اقبال و عروج دُنیا میں امن اور باہمی خیرسگالی کی بجائے ــــ جس کے امکانات پہلے ہی معدوم ہوتے جا رہے ہیں ــــ ایک نئے اور ہمہ گیر فساد اور پہلے سے بھی بڑھ کر ہولناک تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اِن اقوام کی تسخیرِ کائنات کی مہم میں یہ نئی محیّر العقول کامیابی اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تقدیر اور پیشگوئی کے رنگ میں اس کی پہلے سے دی ہوئی خبر کے عین مطابق رونما ہوئی ہے۔ ان کا سائنس اور ٹیکنالوجی کے اعتبار سے بے پناہ ترقی کرنے کے نتیجہ میں اِس نئی محیّر العقول کامیابی سے ہمکنار ہونا محض اتفاقی امر نہیں ہے اور نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانینِ قدرت سے بے نیاز ہو کر یہ کامیابی حاصل کی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص منشاء اور ارادہ سے اور خود اس کی دی ہوئی انسانی طاقتوں، صلاحیتوں اور استعدادوں کی کارفرمائی اور قوانینِ قدرت کی پابندی کے نتیجہ میں یہ سب کچھ ہوا ہے، ہو رہا ہے اور آئندہ ہوگا اور اپنے اچھے یا بُرے انجام کو پہنچے گا۔ کیونکہ یہ اب ان کے اختیار میں ہے کہ چاہیں تو وہ اپنی اس کامیابی پر تذلّل اور عجز کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی بتائی ہوئی راہ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے ابدی انعامات کی وارث بنیں اور اگر چاہیں تو اپنی اِس کامیابی پر گھمنڈ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اَور زیادہ برگشتہ ہو کر اُس تباہی کے گرداب میں جا پھنسیں جو اُن کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے تخلیقِ کائنات اور اس کے نہایت درجہ محکم و ابلغ نظام پر تفصیل

سے روشنی ڈالی ہے اور پھر آخری زمانہ میں دو خدا سے برگشتہ اور نافرمان قوموں کے مادی اقبال و عروج کی خبر دے کر بتایا ہے کہ دونوں قومیں تسخیر کائنات کی کوششوں میں اس درجہ آگے نکل جائیں گی کہ وہ نظامِ شمسی کے دوسرے کُرّوں میں جا پہنچیں گی۔ پھر ان قوموں کے انجام کی بھی خبر دی ہے۔ ذیل میں ہم اس قرآنی پیشگوئی اور خاص اِس زمانہ میں اس کے ظہور کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ رحمٰن میں دو قوموں جنّ اور اِنس کو مخاطب کر کے اپنی نعمتوں کو گنوایا ہے اور ہر نعمت کے ذکر کے بعد انہیں متوجہ کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کا انکار کریں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں قومیں اللہ کی نعمتوں کا انکار کرنے والی ہوں گی اور اپنی ترقی اور عروج پر گھمنڈ میں مبتلا ہونے کے باعث یہ گمان کریں گی کہ یہ سب ترقی اور عروج انہوں نے خود حاصل کیا ہے۔ اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ
اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ
اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا
بِسُلْطٰنٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ۝

اے جنّوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو تو نکل کر دکھاؤ (یعنی تم ہرگز نہیں نکل سکتے) البتہ تم کچھ نفوذ حاصل کر سکتے ہو لیکن وہ بھی سلطان کے ساتھ۔

KHILAFAT LIBRARY

(سورہ رحمٰن آیت ۳۴)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنّ اور انس دو قوموں کو مخاطب کر کے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگنا چاہتے ہو تو یاد رکھو تم کائنات کی حدود سے نکلنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ البتہ کائنات کے اندر ہی تم جتنا بھی نفوذ کرو گے خدا تعالیٰ کی حکومت کا غلبہ اور تسلّط تمہارے ساتھ رہے گا تم اس سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتے۔ پھر اِس تھوڑے بہت نفوذ میں بھی تمہیں ہماری عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اُٹھانا پڑے گا۔ پھر تم اُس حد تک ہی کامیاب ہو گے جس حد تک ہم چاہیں گے۔ مزید برآں جہاں بھی تم جاؤ گے ہمارے ہی غلبہ و اقتدار اور حاکمیّت کو پاؤ گے اس طرح تم کائنات کے اندر بعض اجرامِ فلکی تک پہنچ تو سکتے ہو لیکن ایسا کرنے میں ہمارے غلبہ اور اقتدار سے کسی حال میں نہیں نکل سکتے۔

مفرداتِ راغب کی رُو سے سلطان کے معنے ہیں سمجھ بوجھ، محکم دلیل، نیز زور و تمکنت و

مضبوطی حاصل کرنا۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والی نافرمان اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جھٹلانے والی دو قوموں جنّ و اِنس کو یہ یاد دلایا ہے کہ تم نظامِ شمسی کے دوسرے کرّوں تک پہنچ تو سکتے ہو لیکن ایسا کرنے میں تمہیں ہماری عطا کردہ سمجھ بوجھ اور عقل سے کام لیکر اور پورا زور لگا کر کائنات کے ابلغ و محکم نظام میں ہمارے جاری کردہ قوانینِ قدرت کا ادراک حاصل کرنا ہوگا اور ان قوانین کی پابندی کے ساتھ ہی تم اس قابل ہوسکو گے کہ آسمانوں کی بلندیوں میں بنے ہوئے اقطار سے نکل کر نظامِ شمسی کے بعض کرّوں اور اجرام تک رسائی حاصل کرو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم قوانینِ قدرت سے بے نیاز ہو کر ان اجرام تک رسائی حاصل کرنے کی کوئی راہ نکال لو۔ وہ عقل اور سمجھ بوجھ جس سے تم کام لوگے وہ ہماری ہی عطا کردہ ایک نعمت ہے اور وہ قوانینِ قدرت جن کا تم ادراک حاصل کروگے اور جن کی پابندی اختیار کرکے تم تسخیرِ کائنات کی مہم میں کامیاب ہوگے وہ ہمارے ہی بنائے ہوئے ہیں ان قوانینِ قدرت کو تم نے خود وضع نہیں کیا۔ جب ہم نے تمہیں ایسی زبردست استعدادیں عطا کی ہیں اور کائنات کے انتہائی محکم و ابلغ نظام کو چلانے کے لئے ایسے قوانینِ قدرت وضع کئے ہیں جن سے بے نیاز ہو کر تم کچھ بھی نہیں کرسکتے تو اب بتاؤ تم ہماری نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

اس آیت میں جنّ سے مراد روس ہے نیز اِنس سے مراد امریکہ اور مغرب کی دوسری جمہوری طاقتیں ہیں کیونکہ جنّ کا لفظ چھپی ہوئی مخلوق اور بڑے اور طاقتور لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جس میں کمیونسٹ ڈکٹیٹرشپ کی طرف اشارہ ہے۔ پھر کمیونسٹ ڈکٹیٹرشپ روس میں آئرن کرٹن (آہنی پردہ) کے پیچھے باقی دنیا سے پوشیدہ حالت میں چھپی ہے۔ اس لحاظ سے بھی جنّ کا لفظ روس پر ہی زیادہ صادق آتا ہے۔ برخلاف اس کے اِنس عوام الناس کے لئے بولا جاتا ہے اس میں مغرب کی جمہوری طاقتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کی سربراہی فی زمانہ امریکہ کو حاصل ہے۔ پھر اس آیۂ کریمہ کی رُو سے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ یہ دونوں قومیں (یعنی روس اور امریکہ) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی منکر ہوں گی اور اپنی اپنی جگہ اپنی مادی ترقی پر گھمنڈ میں مبتلا ہوں گی لیکن اللہ تعالیٰ نے روس کے لئے جنّ کا لفظ استعمال کرکے یہ بھی واضح کردیا کہ روس اپنے انکار اور سرکشی میں حد سے بڑھا ہوا ہوگا حتّٰی کہ ابلیسی راستہ پر گامزن ہوگا برخلاف اس کے امریکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے انکار اور بداعمالیوں کے باوجود اپنے انکار اور سرکشی میں اس حد تک نہیں بڑھا ہوا ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ رحمٰن میں ہی فرماتا ہے :-

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ　　یعنی انسان کو اس نے بجتی ہوئی مٹی سے پیدا
كَالْفَخَّارِ ۙ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ　　کیا ہے اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے

مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ؕ (سورہ رحمٰن آیات ۱۵،۱۶) پیدا کیا ہے۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ اِس زمانہ میں روس اور امریکہ کے مابین خلاء اور چاند کی تسخیر کے سلسلہ میں باہمی مقابلہ اور حال ہی میں امریکی خلا بازوں کے چاند کی سطح پر جا اُترنے اور وہاں کامیاب سائنسی تجربے کرنے کے بعد بخیریت زمین پر واپس پہنچ جانے سے قرآن مجید کی یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ اِن دونوں قوموں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں، استعدادوں اور طاقتوں کو بروئے کار لانے اور نظامِ کائنات میں کارفرما قوانینِ قدرت میں درک حاصل کرنے کے بعد ہی زمین کے اقطار اور پھر آسمانوں میں فضائی کرّہ کشش ثقل کے دائرے، خلاءِ بسیط اور پھر چاند کی کشش ثقل کے دائرے اور مدار کے درمیانی اقطار کو پھاند کر چاند کی سطح پر اُترنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانینِ قدرت کی خلاف ورزی اور ان کو نظر انداز کرتے ہوئے خود اپنے وضع کردہ نئے قوانین کے ماتحت انہوں نے یہ کارنامہ سرانجام نہیں دیا ہے۔ وہ ایسا کرنے پر قادر ہو ہی نہیں سکتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں قوموں کے انکار اور سرکشی میں جس فرق کی طرف اشارہ کیا تھا تسخیر کائنات کی مہمات میں وہ فرق بھی نمایاں ہوئے بغیر نہیں رہا۔ جہاں پہلے انسان کو خلائی جہاز کے ذریعہ خلاء میں پہنچانے اور اُسے بخیریت زمین پر واپس اُتارنے پر روس کے سابق وزیر اعظم مسٹر خروشیف نے انتہائی گھمنڈ کے عالَم میں یہ اعلان کیا کہ ہم نے آسمانوں میں جا کر بھی دیکھ لیا ہے تلاشِ بسیار کے باوجود ہمیں وہاں بھی خدا کا کوئی پتہ نہ مل سکا وہاں برخلاف اس کے خلائی دَوڑ میں روس سے کوسوں پیچھے ہونے کے باوجود جب امریکہ روس کو پیچھے چھوڑتے ہوئے نوعِ انسان کی تاریخ میں پہلی بار اپنے دو خلا بازوں کو چاند پر اُتارنے میں کامیاب ہوا تو اِن خلا بازوں کے قائد نیل آرمسٹرانگ نے ایک منکرو نافرمان، خوشحالی کے فتنہ میں مبتلا اور سر سے پاؤں تک فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی قوم کا نمائندہ ہونے کے باوجود زمین کی طرف واپسی کے سفر کے دَوران جو ریڈیائی پیغام ہوسٹن میں خلائی تحقیق کے امریکی مرکز کو بھیجا اس میں زبور بائبل کی بعض آیات کا بھی ذکر کیا اور کہا "اے خداوند ہمارے رب! جب مَیں تیرے آسمان پر جو تیری دستکاری ہے اور چاند اور ستاروں پر جن کو تُو نے پیدا کیا ہے غور کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ تُو کیوں نہ انسان کو یاد رکھے اور کیوں نہ آدم زاد کی خبر لے کیونکہ تُو نے جلال اور شوکت سے اسے تاجدار کیا ہے اور اسے اپنی دستکاری اور صنعت پر تسلط بخشا ہے اور سب کچھ اس کے قدموں کے نیچے کر دیا ہے۔ تیرا نام تمام زمین پر کیسا بزرگ ہے!" مسٹر خروشیف کی تعلّی اور نیل آرمسٹرانگ کے اِس عاجزانہ اقرار سے بھی قرآنی پیشگوئی کی صداقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہی خبر نہیں دی کہ آخری زمانہ میں خدائی نعمتوں کا انکار کرنے والی دو قومیں روس اور امریکہ آسمانوں کی بلندیوں میں زمین کے اقطار کو پھاند کر دوسرے کُروں اور اجرام فلکی میں پہنچنے کی کوشش کریں گی اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں، استعدادوں اور طاقتوں کو کام میں لا کر اور نظام کائنات میں جاری و ساری قوانین قدرت میں ایک حد تک درک حاصل کر کے وہ اس میں کامیاب بھی ہو جائیں گی بلکہ اس نے ان دونوں قوموں کو خبردار بھی فرمایا کہ جب تم ہماری عطا کی ہوئی صلاحیتوں، استعدادوں اور طاقتوں سے کام لیکر آسمان کی بعض بلندیوں اور زمین کے اقطار سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤ تو تمہارا یہ فرض ہوگا کہ تم اپنی سائنسی ترقیات پر نازاں ہوتے ہوئے ان کو ہی اپنی معراج نہ سمجھ بیٹھو بلکہ ہماری نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے ہماری نازل کردہ کامل و مکمل اور اکمل شریعت پر بھی ایمان لاؤ اور اس کی کامل پیروی کرتے ہوئے ہمارے صحیح معنوں میں شکر گزار اور فرمانبردار بندے بنو اور مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ترقی میں بھی کمال حاصل کرو ورنہ تمہاری یکطرفہ مادی ترقی تمہیں ہولناک تباہی سے ہمکنار کئے بغیر نہ رہے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ رحمٰن کی مذکورہ بالا آیت کے معاً بعد اگلی آیت میں فرماتا ہے:۔

KHI[illegible]BRARY

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۚ (سورۃ الرحمٰن آیت ۳۶)	تم دونوں (قوموں) پر ایک شعلہ گرایا جائیگا اور تانبا بھی گرایا جائے گا۔ تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے۔

اس آیت سے ثابت ہے کہ روس اور امریکہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں کتنی بھی ترقی کرلیں۔ وہ چاند چھوڑ مریخ اور دوسرے سیّاروں میں بھی جا پہنچیں قانونِ قدرت پر وہ کبھی غالب نہیں آسکتے۔ بلکہ نافرمانی و سرکشی سے باز نہ آنے کی صورت میں ان کا تباہ و برباد ہونا یقینی ہے۔ آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ اگر یہ قومیں اپنی نافرمانی اور سرکشی سے باز نہ آئیں تو اُن کیلئے اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جہنم مقدّر ہے۔ ہاں اگر قانونِ شریعت پر ایمان لاکر اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کر کے انہوں نے خشیتِ الٰہی کو اپنے دل میں جگہ دی تو پھر انہیں دو جنتیں ملیں گی ایک اس دُنیا میں اور ایک اُس جہان میں۔ جیسا کہ فرمایا:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۞ (سورۃ الرحمٰن آیت ۴۷)	اور جو اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنتیں مقرر ہیں (دنیوی بھی اور اُخروی بھی)

یہی کچھ اللہ تعالیٰ نے سورۃ تکویر میں بھی فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ آخری زمانہ میں آسمان کی کھال اُتاری جائے گی یعنی نظام شمسی کے متعلق ایسے ایسے انکشاف ہوں گے کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں گے۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں ان خلا نوردوں کا بھی ذکر کیا ہے جو آسمانوں کی بعض بلندیوں اور زمین کے اقطار سے باہر نکل کر دوسرے کرّوں میں جائیں گے اور ان کرّوں اور اجرام فلکی کے متعلق نئے نئے انکشافات کرنے کا موجب ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝

(سورۃ التکویر آیات ۱۱ تا ۱۷)

اور جب آسمان کی کھال اُتاری جائے گی اور جب جہنم کو بھڑکایا جائے گا اور جب جنت کو قریب کر دیا جائے گا۔ اس دن ہر جان جو کچھ اس نے حاضر کیا ہے جان لے گی۔ پس ایسا نہیں جو تم خیال کرتے ہو میں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں چلتے چلتے پیچھے ہٹ جانے والوں کو جو ساتھ ہی ناک کی سیدھ چلنے والے بھی ہیں اور پھر گھر میں بیٹھے رہنے والے بھی ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ کی علامات بیان کرتے ہوئے اس کی ایک علامت یہ بیان کی ہے کہ اُس زمانہ میں آسمان کی کھال اُتاری جائے گی یعنی علم ہیئت بہت ترقی کر جائے گا اور نظام شمسی کے متعلق ایسے ایسے انکشافات ہوں گے کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں گے۔ اس امر کے ثبوت میں کہ ایسا ضرور ہوگا اللہ تعالیٰ نے شہادت کے طور پر ایسے لوگوں کو پیش کیا ہے کہ جو چلتے چلتے پیچھے ہٹ آنے والے ہیں نیز ناک کی سیدھ چلنے والے بھی ہیں اور ساتھ کے ساتھ گھر میں بیٹھ رہنے والے بھی۔ ان لوگوں کی یہ صفات بتا رہی ہیں کہ یہاں خلائی جہاز اور اس میں بیٹھ کر خلا میں سفر کرنے والوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ خلائی جہاز میں بیٹھ کر جو ان کے لئے بمنزلہ گھر کے ہوگا آسمان کی طرف ناک کی سیدھ میں سفر کرتے چلے جائیں گے۔ وہ ایک طرح سے گھر میں بھی ہوں گے اور سفر بھی کر رہے ہوں گے۔ وہ جس کرہ کی طرف سفر کر رہے ہوں گے شروع شروع میں وہاں تک پہنچے بغیر راستہ ہی میں سے واپس لوٹ آئیں گے اور بالآخر ناک کی سیدھ میں سفر کرتے کرتے اس کرہ میں جا داخل ہوں گے جسے وہ اپنی منزلِ مقصود قرار دیں گے۔ یاد رہے اَلْکُنَّسْ اَلْکَانِسْ کی جمع ہے اور الکانس اس ہرن کو کہتے ہیں جو دوڑتے دوڑتے اپنی غار میں داخل ہو جاتا ہے۔ پس اس سے یہاں مراد یہ ہے کہ گو آسمان کی طرف ناک کی سیدھ میں سفر کرنے والے یہ لوگ ابتداءً منزلِ مقصود تک پہنچے بغیر ہی راستہ میں سے واپس لوٹ آئیں گے لیکن بالآخر تیزی سے دوڑتے ہوئے اپنی غار میں جا گھسنے والے ہرن کی طرح وہ نظام شمسی کے اس کرہ پر

جا اُتریں گے جسے وہ اپنی منزلِ مقصود قرار دیں گے اور اس طرح ان کے کرّوں میں پہنچنے اور زمین پر واپس لوٹ آنے کے نتیجہ میں دنیا کو نظامِ شمسی کے متعلق عجیب و غریب معلومات حاصل ہوں گی اور کرّوں اور اجرامِ فلکی کے متعلق ان کا علم اسقدر بڑھ جائے گا کہ یوں محسوس ہونے لگے گا کہ گویا آسمان کی کھال اُتار دی گئی ہو۔

پھر ان آیات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ وقت وہ ہوگا کہ جب خلاؤں میں پرواز کرنے والی قوموں کے لئے ایک طرف جہنم بھڑک رہی ہوگی اور دوسری طرف جنت بھی ان کے بہت قریب کر دی جائیگی۔ اگر وہ اپنی سائنسی ترقیوں پر گھمنڈ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اَور زیادہ بڑھتے چلے جائیں گے تو خدائی عذاب نازل ہو کر انہیں واصلِ جہنم کر دیگا۔ برخلاف اس کے اگر وہ اپنی سائنسی ترقیات پر گھمنڈ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی غیر محدود صفات اور غیر محدود قدرتوں اور طاقتوں پر ایمان لاتے ہوئے اِس امر کا اقرار کریں گے کہ ہم آسمان کی ناپیدا کنار وسعتوں اور اللہ تعالیٰ کے قوانینِ قدرت پر کبھی حاوی نہیں ہو سکتے' اور پھر فرمانبرداری کی راہ اختیار کرتے ہوئے اسکے حقیقی عبد بننے کی کوشش کریں گے تو خدا تعالیٰ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ کے وعدہ کے بموجب اِس دُنیا میں بھی انہیں جنت عطا کریگا اور اُس جہان میں بھی انہیں جنت کا وارث بنائے گا۔ الغرض سورۃ التکویر کی ان آیات میں وہی مضمون بیان ہوُا ہے جو سورہ رحمٰن کی آیات ۳۴ تا ۴۲ میں بیان کیا گیا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

اِس میں شک نہیں کہ انسان کو چاند پر پہنچانے اور پُوری کامیابی کیساتھ اسے زمین پر واپس لانے کا کارنامہ نہایت عظیم الشان کارنامہ ہے اور اس پر خوشی کا اظہار بجا ہے۔ بالخصوص ہمارے لئے اِس پر خوشی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خلائی تسخیر کے سلسلہ میں اب تک جو کامیابی ہوئی ہے وہ نظامِ کائنات کے متعلق اسلام کے آج سے چودہ سَو سال قبل بیان کردہ نظریات کی عظیم الشان فتح پر دلالت کرتی ہے اور اس کے ذریعہ قرآنی پیشگوئیاں نہایت مہتم بالشان طریق پر پُوری ہوئی ہیں اور ان پیشگوئیوں کے پُورا ہونے سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ایک نئے رنگ میں روزِ روشن کی طرح آشکار ہوئی ہے۔ پھر اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن مجید کی پیشگوئیوں کی رُو سے بعض اَور اجرامِ فلکی میں انسان کا پہنچنا عین ممکن ہے اور ان میں سے بعض میں جاندار مخلوق کی دریافت بھی یقینی ہے لیکن ساتھ ہی ان پیشگوئیوں کا نہایت مہتم بالشان ظہور تسخیرِ کائنات میں کوشاں اقوام کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی لمحۂ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان اقوام کے لئے اِس لحاظ سے کہ اگر یہ اپنی محیّر العقول کامیابیوں پر گھمنڈ کرتے ہوئے نافرمانی اور سرکشی سے باز نہ آئیں اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کامل و مکمّل اور اکمل شریعت پر ایمان لا کر عجز و انکسار کی حالت میں اُس کے آستانہ پر نہ جُھکیں تو پھر ان کا خدائی عذاب کا مورد ہو کر ایک ہولناک تباہی سے ہمکنار ہونا یقینی ہے جس کے نتیجہ میں ان کی یہ بیب

کامیابیاں خاک میں مل کر رہ جائیں گی اور کوئی عجب نہیں کہ وہ صفحۂ ہستی سے ہی نابود ہو جائیں۔ ہمارے لئے لمحۂ فکریہ اِس لحاظ سے ہے کہ ان اقوام کو انکار و نافرمانی کی صورت میں آنے والے عذاب سے خبردار کرنے اور ان تک پیغامِ حق پہنچا کر انہیں اللہ تعالیٰ کی امان کے نیچے جمع کرنے اور انہیں دو جنتوں کا وارث بنانے کی ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم غلبۂ اسلام کے ضمن میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں اور ان اقوام تک پیغامِ حق پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ان اقوام کی آنکھیں کھولے۔ تسخیرِ کائنات کے ضمن میں ان کی یہ حیرت انگیز کامیابیاں ان کی رُوحانی نابینائی کو بڑھانے کا موجب نہ بنیں بلکہ وہ کائنات کے نہایت درجہ محکم اور ابلغ نظام کی ناپیدا کنار وسعتوں کا اندازہ کرکے کمالِ عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کی غیر محدود طاقتوں، قدرتوں اور صفات پر دل سے ایمان لا کر اس کے آستانہ پر جھکیں اور قرآن مجید کی لازوال و بے مثال شریعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بنیں، اور اِس طرح دو جنتوں کے وارث ٹھہریں۔ پھر ان اقوام تک پیغامِ حق پہنچانے کے ضمن میں ہم پر جو عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان ذمہ داریوں کو کما حقہ، ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے غلبۂ اسلام کی خاطر ہر قربانی پوری بشاشت اور انشراحِ صدر کے ساتھ کرتے چلے جائیں تا اگر ان اقوام کا اپنی نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے عذابِ الٰہی کا مورد بننا ہی مقدّر ہو تو ہم پر اپنی عظیم ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں سُستی یا غفلت برتنے کا الزام نہ آئے اور ہم عند اللہ قابلِ مؤاخذہ نہ ٹھہریں۔

اے خدا! اے رحیم اور مشکل کشا! تو اپنی مخلوق پر رحم فرما۔ ہمیں اشاعت و تبلیغ کے ضمن میں اپنی ذمہ داریاں کمال جذبہ و جوش کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق دے اور سائنسی کامیابیوں کے نشہ میں سرشار مغربی اقوام کی آنکھیں کھول اور انہیں قبولِ حق کی توفیق عطا فرما کر انہیں سلامتی اور عافیت کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق سے نواز۔ آمین یا ارحم الراحمین ✦

KHILAFAT LIBRARY

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بڑا ضروری مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کا ہے ۔۔۔۔ دراصل یہ مسئلہ اہم المسائل ہے اور اسلام اور غیر مذاہب میں ایک فرقان ہے۔"

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کامل مومن اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کفا کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کرلے

اس کے لئے گمشدہ متاع کو واپس دلانے والے کی صحبت میں رہنا ضروری ہے

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور من اللہ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو آئے دن وساوس میں پڑنا ناقص معرفت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ معرفت اور بصیرت تو ایسی شئے ہے کہ انسان فرشتوں سے مصافحہ کر لیتا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ معرفت جیسی کوئی طاقت نہیں ہے۔ پرندے کہاں تک اُڑ کر جاتے ہیں لیکن معرفت والا انسان ان سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور بہت دُور پہنچ جاتا ہے۔ پس اصل مدعا یہی ہے کہ ہمیں وہ یقین حاصل کرنا چاہیئے جو اطمینان کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ بدوں اس کے انسان بالکل ادھورا اور ناقص ہے اور اس کی ترقی کے دروازے بند ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

ہماری جماعت کے لئے یہ امر ضروری پڑا ہوا ہے کہ وہ اپنے وقتوں میں سے کچھ وقت نکال کر آئیں اور یہاں صحبت میں رہ کر اُس غفلت کی تلافی کریں جو غیبوبت کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے اور ان شبہات کو دُور کریں جو اس غفلت کا باعث ہوئے ہیں۔ ان کا حق ہے کہ وہ ان شبہات کو پیش کریں اور ان کا جواب ہم سے سُنیں۔ بھلا اگر کمزور بچہ جو ابھی دُودھ پینے اور ماں کے کنارِ عاطفت کا محتاج ہے اس سے الگ کر دیا جائے تو تم امید کر سکتے ہو کہ وہ بچ رہے گا؟ کبھی نہیں۔ اِسی طرح بلوغ سے پیشتر کمال اور معرفت کا حال ہے۔ انسان کمزور بچہ کی طرح ہوتا ہے۔ مامور من اللہ کی

KHILAFAT LIBRARY

صحبت اس کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اگر وہ اس سے الگ ہو جائے تو اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے۔

درحقیقت یہ ایک بہت ہی ضروری امر ہے اگر خدا تعالیٰ کسی کو توفیق دے اور وہ اس کو سمجھ لے کہ بار بار آنے کی کس قدر ضرورت ہے اِس سے یہی نہ ہوگا کہ وہ اپنے نفس کے لئے فائدہ پہنچائیگا بلکہ بہتوں کو فائدہ پہنچا سکے گا کیونکہ جب تک خود ایک معرفت اور بصیرت پیدا نہ ہو وہ دوسروں کو کیا راہ بتائے گا۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ بعض شریر الطبع لوگ ایسے آدمیوں سے جن کو بار بار آنے کی عادت نہیں کوئی سوال کرتے ہیں چونکہ انہوں نے جوابات سُنتے ہوئے نہیں ہوتے اس لئے ساکت ہو کر نہ صرف خود خفت اُٹھاتے ہیں بلکہ دوسروں کے لئے جو دیکھنے اور سُننے والے ہوتے ہیں ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس خفت اور سکوت سے ایمان پر ایک زد پڑتی ہے اور اس میں ایک کمزوری آنی شروع ہو جاتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ غالب کے اثر سے بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اس کے دل کو وہ اثر سیاہ کر دیتا ہے اور پھر قاعدہ کے موافق وہ تاریکی بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ اگر اسی حالت میں اُس کو موت آجائے تو وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِن ساری باتوں پر غور کر کے ایک دانشمند اِس نتیجہ پر ضرور پہنچے گا کہ اِس بات کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ اُن زہروں کو دُور کرنے کے واسطے جو رُوح کو تباہ کرتی ہیں کسی تریاقی صحبت سے فیض اُٹھایا جائے۔ اُس صحبت میں رہ کر انسان مہلکات کا علم بھی حاصل کرتا ہے اور نجات دینے والی چیزوں کی معرفت بھی حاصل کر لیتا ہے۔ اِسی واسطے ایک عرصہ سے میرے دل میں یہ بات ہے اور میں سوچتا ہوں کہ اپنی جماعت کا امتحان سوالات کے ذریعہ لوں ...... اور دیکھوں جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں اس کے متعلق ان کو کہاں تک علم ہے اور انہوں نے ہمارے مقاصد اور اغراض کو کہاں تک سمجھا ہے اور جو اعتراضات اندرونی یا بیرونی طور پر کئے جاتے ہیں ان کی مدافعت کہاں تک کر سکتے ہیں۔ اگر چالیس آدمی بھی ایسے نکل آویں جن کے نفس منور ہو جاویں اور پُوری بصیرت اور معرفت کی روشنی انہیں مل جائے تو وہ بہت کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے.....

سُنو انسان کامل مومن اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کفّار کی باتوں سے متاثر نہ ہونیوالی فطرت حاصل نہ کرلے۔ اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اُس شخص کی صحبت میں نہ رہے جو گمشدہ متاع کو واپس دلانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک کہ وہ اُس متاع کو نہ لے لے اور اِس قابل نہ ہو جائے کہ مخالف باتوں کا اُس پر کچھ بھی اثر نہ ہو اُس وقت تک اُس پر حرام ہے کہ اُس صحبت سے الگ ہو۔ کیونکہ وہ اُس بچّہ کی

مانند ہے جو ابھی ماں کی گود میں ہے اور صرف دُودھ ہی پر اُس کی پرورش کا انحصار ہے۔ پس اگر وہ بچہ ماں سے الگ ہو جاوے تو فی الفور اُس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح اگر وہ صحبت سے علیحدہ ہوتا ہے تو خطرناک حالت میں جا پڑتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ دوسروں کو درست کرنے کے لئے کوشش کرتا خود اُلٹا متاثر ہو جاتا ہے اور اَوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بنتا ہے۔

اس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس یہی ہے کہ لوگ بار بار یہاں آئیں اور دیر تک صحبت میں رہیں۔ انسان کامل ہونے کی حالت میں اگر ملاقات کم کر دے اور تجربہ سے دیکھ لے کہ قوی ہو گیا ہوں تو اُس وقت اُسے جائز ہو سکتا ہے کہ ملاقات کم کر دے کیونکہ وہ بعید ہو کر بھی قریب ہی ہوتا ہے لیکن جب تک کمزوری ہے خطرناک حالت میں ہے۔ دیکھو اس قدر لوگ جو عیسائی ہو گئے ہیں ان کی تعداد بیس لاکھ تک پہنچی ہے۔ میں نے ایک بشپ کے لیکچر کا خلاصہ پڑھا تھا اس نے بیان کیا ہے کہ ہم بیس لاکھ عیسائی کر چکے ہیں۔ یہ لوگ (جو عیسائی ہو گئے) اس قسم کے تھے کہ دوسروں کے اعتراضات سے متاثر ہو گئے اور ایمان کمزور ہو گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے مذہب کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے اور عیسائیت کو قبول کر لیا۔ سراج الدین عیسائی بھی ایسے ہی آدمیوں میں سے تھا۔ یہ لوگ کسی صادق کی صحبت میں کامل زمانہ نہیں گزارتے اور طرح طرح کی خواہشوں کے اسیر اور پابند ہو کر نہیں اپنے مذہب اور ایمان جیسی قیمتی چیز کے بدلے خرید لیتے ہیں۔۔۔۔۔

KHILAFAT LIBRARY

وہ آدمی جو کسی تریاقی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام یا آسمانی نور کی ضرورت کیوں ہوتی ہے بہت صاف امر ہے۔ دیکھو آنکھ میں بھی ایک روشنی اور نور ہے لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر دیکھ نہیں سکتی۔ آنکھ خدا نے دی ہے تو ساتھ ہی دوسری روشنی بھی پیدا کر دی ہے۔ کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے۔ اسی طرح اپنی عقل جب تک آسمانی نور اور بصیرت اس کے ساتھ نہ ہو کچھ کام نہیں دے سکتی۔ نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم مجرّد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو طریقہ مقرر کیا ہے اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بہت سے اسرار اور امور ہیں جو مجھ پر کھولے گئے ہیں، اگر میں اُن کو بیان کروں تو خاص آدمیوں کے سوا جو صحبت میں رہتے ہیں باقی حیران رہ جائیں۔۔۔۔۔

دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی تعلقات جیسے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے تعلقات۔ دوسرے روحانی اور دینی تعلقات۔ یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر

کامل ہو جائیں تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ اور یہ اپنے کمال کو تب پہنچتے ہیں جب انسان ایک عرصہ تک صحبت میں رہے۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو جماعت صحابہؓ کی تھی اس کے یہ تعلقات ہی کمال کو پہنچے ہوئے تھے جو اُنہوں نے نہ وطن کی پرواہ کی اور نہ اپنے مال و املاک کی اور نہ عزیز و اقارب کی یہاں تک کہ اگر ضرورت پڑی تو انہوں نے بھیڑ بکری کی طرح اپنے سر خدا کی راہ میں رکھ دیئے۔ وہ شدائد و مصائب جو اُن کو پہنچ رہے تھے اُن کو برداشت کرنے کی قوت اور طاقت اُن کو کیونکر ملی؟ اِس میں یہی سِرّ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات بہت گہرے ہو گئے تھے۔ انہوں نے اُس حقیقت کو سمجھ لیا تھا جو آپؐ لیکر آئے تھے۔ پھر دُنیا اور اس کی ہر ایک چیز اُن کی نگاہ میں خدا تعالےٰ کے لقا کے مقابلہ میں کچھ ہستی رکھتی ہی نہیں تھی۔ یاد رکھو جب سچائی پُورے طور پر اپنا اثر پیدا کر لیتی ہے تو وہ ایک نُور ہو جاتی ہے جو ہر ایک تاریکی میں اُس کے اختیار کرنے والے کے لئے رہنما ہوتا ہے اور ہر مشکل میں بچاتا ہے۔ . . . .

یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اُس وقت تک پژمُردہ ہوتا ہے جب تک سچائی کو سمجھا ہوا نہیں۔ جوں جوں وہ اسے سمجھتا جاتا ہے اُس میں ایک تازگی اور شگفتگی آتی جاتی ہے۔ وہ روشنی کی طرف آجاتا ہے یہاں تک کہ بالکل سمجھ لیتا ہے تو پھر تاریکی اُس کے پاس نہیں آتی۔ تاریکی تاریکی کو پیدا کرتی ہے، اندرونی روشنی اور روشنی کو لاتی ہے۔ اِسی واسطے تاریکی کو شیطان سے تشبیہ دی ہے اور روشنی رُوح القدس سے مشابہ ہے۔ اِسی طرح معرفت اور یقین کی روشنی یہاں قائم ہو جاتی ہے وہاں تاریکی نہیں رہتی۔ اِس لئے مَیں کہتا ہوں کہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر بھی یہاں آؤ۔ . . . . . .

KHILAFAT LIBRARY

بے خوف ہو کر مت رہو، استغفار اور دُعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔ اب غفلت کا وقت نہیں رہا۔ انسان کو نفس جھوٹی تسلّی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہوگی۔ موت کو قریب سمجھو۔ خدا کا وجود برحق ہے۔ جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق دوسروں کو دیتا ہے وہ ذلّت کی موت دیکھے گا۔ اب جیسا کہ سورہ فاتحہ میں تین گروہوں کا ذکر ہے، ان تین کا ہی مزہ چکھا دے گا۔ اس میں جو آخر تھے وہ مقدّم ہو گئے یعنی ضآلّین۔ اسلام وہ تھا کہ ایک شخص مرتد ہو جاتا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی مگر اب بیس لاکھ عیسائی ہو چکے ہیں۔ خود ناپاک ہو کر پاک وجود کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ پھر مغضوب کا نمونہ طاعون سے دکھایا جارہا ہے۔ اس کے بعد انعمت علیہم کا گروہ ہوگا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے اور خدا کی قدیم سے سُنّت چلی آتی ہے کہ جب وہ کسی قوم کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ یہ کام نہ کرنا تو اُس قوم میں سے ایک گروہ خدا کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ کوئی قوم ایسی دکھاؤ کہ جس کو کہا گیا ہو کہ تم یہ کام نہ کرنا اور اس نے نہ کیا ہو۔ خدا نے یہودیوں کو کہا کہ تحریف نہ کرو، انہوں نے تحریف کی۔ قرآن کی نسبت یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ غرض دُعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے گروہ میں داخل کرے۔"
(ملفوظات جلد دوم صفحات ۲۵۶ تا ۲۶۶)

نفس کی پاکیزگی حاصل کرنیکا بڑا ذریعہ

KHILAFAT LIBRARY

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبتِ صادقین بھی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ کونوا مع الصّادقین یعنی تم خدا تعالیٰ کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو تاکہ ان کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصہ ملے۔ جو مذاہب کہ تفرقہ پسند کرتے ہیں اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ یقیناً وحدتِ جمہوری کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بناوے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے۔

درستیٔ اخلاق کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ دُعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی پاک محبت حاصل کی جاوے۔ ہر ایک قسم کے گناہ اور بدی سے دُور رہے اور ایسی حالت میسّر ہو کہ جس قدر اندرونی آلودگیاں ہیں ان سب سے الگ ہو کر ایک مصفّٰی قطرہ کی طرح بن جاوے جب تک یہ حالت میسّر نہ ہوگی تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے۔"
(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رَبُّ السَّمَاءِ وَخَالِقُ الْغَبْرَاءِ

(آسمانوں کا ربّ اور زمین کا خالق)

اَللّٰہُ خَلَّاقِیْ وَمُہْجَۃُ مُہْجَتِیْ　　　حِبٌّ فَدَتْہُ النَّفْسُ کُلَّ فِدَاءٍ

اللہ میرا خالق ہے اور میری جان کی جان ہے۔ وہ ایسا دوست ہے کہ میری جان بکلّی اس پر فدا ہے

وَلَہُ التَّفَرُّدُ فِی الْمَحَامِدِ کُلِّہَا　　　وَلَہُ عَلَاءٌ فَوْقَ کُلِّ عَلَاءٍ

وہ تمام صفاتِ حمد میں منفرد ہے۔ اور اس کو تمام بلندیوں سے برتری حاصل ہے

فَانْہَضْ لَہٗ اِنْ کُنْتَ تَعْرِفُ قَدْرَہٗ　　　وَاسْبِقْ بِبَذْلِ النَّفْسِ وَالْاِہْدَاءِ

اور اگر تو اُس کی قدر جانتا ہے تو اُس کی طرف دَوڑ کر چل اور جان دیکر اور خوب تیاری سے آگے بڑھ

مَلَکُوْتُہٗ تَبْقٰی بِقُوَّۃِ ذَاتِہٖ　　　وَلَہُ التَّقَدُّسُ وَالْعُلٰی بِغِنَاءٍ

اُس کی بادشاہی اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور اُس کا تقدّس اور برتری صفتِ بے پروائی سے ہے۔

وَاَرَی الْوِدَادَ اَنَارَ بَاطِنَ بَاطِنِیْ　　　وَاَرَی التَّعَشُّقَ لَاحَ فِیْ سِیْمَائِیْ

مَیں دیکھتا ہوں کہ محبتِ الٰہی نے میرے باطن کو روشن کر دیا ہے اور اسکے عشق کے آثار میرے چہرے پر ظاہر ہو رہے ہیں

مَا بَقِیَ فِیْ قَلْبِیْ سِوَاہُ تَصَوُّرٌ　　　غَمَرَتْ اَیَادِی اللّٰہِ وَجْہَ رَجَائِیْ

میرے دل میں اس کے سوا کوئی تصور باقی نہیں رہا۔ خدا کی نعمتوں نے میری خواہشوں کے مُنہ کو ڈھانپ دیا ہے۔

یَارَبِّ اٰمَنَّا بِاَنَّکَ وَاحِدٌ　　　رَبُّ السَّمَاءِ وَخَالِقُ الْغَبْرَاءِ

اے ربّ! ہم ایمان لاتے ہیں کہ تو واحد ہے۔ آسمانوں کا ربّ اور زمین کا خالق ہے۔

(منن الرحمٰن)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر طرف بشنو صدائے القدیر

(ہر طرف یہی آواز آتی ہے کہ ایک قادر خدا ہے)

ہر طرف بشنو صدائے القدیر ذوالجلال و ذو العلیٰ نورے منیر

ہر طرف یہی آواز آتی ہے کہ ایک قادر خدا ہے، ایک صاحبِ جلال صاحبِ عزّت روشنی بخش نور موجود ہے

ہیچ مخلوقے خدائے خود مگیر کے شود یک کرمکے چوں آں قدیر

تُو کسی مخلوق کو اپنا خُدا نہ بنا۔ ایک کیڑا کیونکر اُس قدیر کی طرح ہو سکتا ہے۔

پیشِ او لرزد زمین و آسماں پس تو مشتِ خاک را مثلش مداں

اُس کے آگے زمین و آسمان لرزتے ہیں۔ پس تو ایک مُشتِ خاک کو اُس کی طرح نہ سمجھ

دل نمے داند خدا جز آں خُدا ایں چنیں افتاد فطرت ز ابتدا

دل سوائے اُس اصلی خدا کے کسی اور کو خدا تسلیم نہیں کرتا۔ شروع سے انسانی فطرت اِسی طرح واقعہ ہوئی ہے

تو ہلاکی گر نجوئی آں خُدا آنکہ بنماید ترا ارض و سما

تو ہلاک ہو جائے گا اگر اُس خدا کو تلاش نہ کرے گا جسے زمین و آسمان تجھے دکھا رہے ہیں

ہم بقرآں بیں جمالِ آں قدیر قول و فعلِ حق زلالِ یک غدیر

تُو قرآن سے بھی اُس قادر خدا کا حُسن دیکھ۔ خدا کا قول اور خدا کا فعل ایک ہی تالاب کے مصفّی پانی ہیں

مُردم اندر حسرتِ ایں مُدّعا چُوں نمے خواہند خلق ایں چشمہ را

مَیں تو اِس بات سے مرگیا کہ خلقت اِس چشمہ کو کیوں طلب نہیں کرتی۔

(ضیاء الحق)

آخری زمانہ میں آسمان کی کھال اُتاری جائیگی

ایک قرآنی پیشگوئی جو اس زمانہ میں بڑی شان سے پُوری ہو رہی ہے

(سیّدنا حضرت المُصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سورۃ التکویر کی آیت وَ اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ کی تفسیر کرتے ہوئے ایک قرآنی پیشگوئی کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے جو اس زمانہ میں بڑی شان سے پُوری ہو رہی ہے۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پیشگوئی کے نہایت مہتم بالشان ظہور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

KHILAFAT LIBRARY

"ایک معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ آسمان کی کھال کھینچی جائے گی یعنی علم ہیئت میں حیرت انگیز ترقی ہو گی۔ ہماری زبان میں بھی کہتے ہیں کہ تم بال کی کھال اُتارتے ہو جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم بہت باریکیاں نکالتے ہو۔ چنانچہ اس زمانہ میں علم ہیئت میں خیال و وہم سے بھی زیادہ ترقی ہوئی ہے اور سیرِ نجوم، وسعتِ عالَم اور خلقِ عالَم اور اجرامِ فلکی وغیرہ کے بارہ میں غیر معمولی علوم کا انکشاف ہوا ہے جو گذشتہ ہزاروں سال میں بھی نہ ہوا تھا۔ آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے جو ہندسی اور حساب دان تھے وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے تھے کہ تھوڑے سے عرصہ کے بعد ہی کیا سے کیا ہو جائے گا۔ پہلے زمانہ میں زیادہ سے زیادہ تین فٹ قطر کی دُوربینیں ہوتی تھیں مگر اب امریکہ میں ایک سو فٹ قطر کی دُوربین ایجاد کی گئی ہے۔ قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ دُوربین کا جتنا قطر بڑھتا جاتا ہے اتنی ہی اُس کی طاقت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دُوربین پر ایک کروڑ ڈالر سے زیادہ خرچ ہوا ہے۔ ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ اتنی بڑی دُوربین کتنے سالوں میں تیار ہوتی ہو گی اور اس کے لئے کس قدر ماہرین ساری دُنیا سے جمع کئے گئے ہوں گے۔ بہرحال یہ دُوربین تیار ہوئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علمِ ہیئت میں حیرت انگیز ترقی ہو گئی۔

اسی طرح دو ستاروں کے باہمی فاصلہ کا اندازہ لگانے کا ایک نیا طریق نکل آیا ہے۔ دو ستاروں کے باہمی فاصلہ کا اندازہ لگانے کے لئے علمِ ہیئت والوں کا طریق یہ ہے کہ وہ رفتارِ نور سے باہمی فاصلہ کا

اندازہ لگاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نور کی رفتار فی سیکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہے۔ ایک لاکھ چھیاسی ہزار کو ساٹھ سے ضرب دیں گے تو ایک منٹ کی رفتار نکل آئے گی، پھر ساٹھ سے ضرب دینگے تو ایک گھنٹہ کی رفتار نکل آئے گی۔ پھر اسے چوبیس سے ضرب دیں گے تو ایک دن کی رفتار نکل آئے گی۔ اور پھر اسے تین سَو ساٹھ سے ضرب دیں گے تو ایک سال کی رفتار نکل آئے گی۔ اس بناء پر جب وہ ایک ستارے کا دوسرے ستارہ سے فاصلہ بتانا چاہیں تو یہ نہیں کہیں گے کہ وہ ستارہ اتنے میل دُور ہے بلکہ کہیں گے کہ وہ بیس سالِ نوری کے برابر ہے یا ایک ہزار سالِ نوری کے فاصلہ پر ہے مطلب یہ کہ ایک سالِ نوری کا جتنا فاصلہ بنتا ہے اسے اتنے سالوں سے ضرب دے لو اور پھر خود ہی اندازہ لگا لو کہ ان میں کتنا فاصلہ ہے

پس دُور بینوں کی ایجاد کے ذریعہ ایک تو سَیرِ نجوم میں بہت بڑی ترقی ہوئی ہے۔ پھر اس سے وسعت عالَم کے متعلق سابقہ علوم میں بھی بہت بڑی تبدیلی ہوئی ہے۔ گزشتہ زمانہ کا ذکر تو جانے دو جنگِ عظیم سے پہلے ہیئت دان دو ہزار سالِ نوری عالَم کی وسعت سمجھتے تھے مگر پچھلی جنگ کے خاتمہ پر انہوں نے اعلان کیا کہ یہ عالَم بارہ ہزار سالِ نوری تک پھیلا ہوا ہے اور اب کہتے ہیں کہ اِس عالَم میں اتنی وسعت ہے کہ ہم اس کا اندازہ لگانے سے قطعی طور پر قاصر ہیں۔ اور جو لوگ کچھ اندازہ بتاتے ہیں کہ چھتیس یا چالیس ہزار سالِ نوری تک یہ عالَم پھیل گیا ہے اور اب جبکہ مَیں اِس نوٹ کی نظرِ ثانی کر رہا ہوں پہلے سے بھی اَور زیادہ فاصلہ کے ستاروں کا پتہ لگنے کا اعلان ہُوا ہے۔

پھر نئے حساب کے ذریعہ انہوں نے اپنی تحقیق میں اتنی ترقی کر لی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اِس سارے عالَم کا مرکز دریافت کر لیا ہے جس میں یہ سورج اور چاند وغیرہ ایسے ہی نظر آتے ہیں جیسے ایک چھوٹا سا ذرّہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اِس عالَم کے اُوپر ایک اَور عالَم ہے، پھر اَور عالَم ہے، پھر اَور عالَم ہے اور آخر میں ایک بہت بڑا مرکز ہے جس کے اِرد گرد یہ سب سیّارے اور ستارے اور سورج اور چاند وغیرہ چکّر کھا رہے ہیں۔ ان کو اپنی اِس تحقیق پر اِس قدر ناز ہے کہ ماہرینِ حساب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خدائی کا راز دریافت کر لیا ہے۔ گویا وہ مرکز ان کے نزدیک خدا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہاں سے اللہ تعالےٰ ساری دُنیا پر حکومت کر رہا ہے۔ اِسی طرح پیدائشِ عالَم کے متعلق پُرانے اور موجودہ نظریہ میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا ہے۔

مزید برآں اب ایسے آلے نکل آئے ہیں جن سے شعاعوں کو پھاڑ کر بتا دیا جاتا ہے کہ وہ شعاعیں جن ستاروں سے نکل رہی ہیں اُن میں کون کون سا مادہ ہے کیونکہ ہر شعاع جو کسی ستارے سے لوٹتی ہے، اِس ستارہ کو ساخت دینے والی دھاتوں کا اثر اپنے اندر رکھتی ہے۔ پہلے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ تمام روشنیاں ایک ہی قسم کی ہیں۔ مگر اب ماہرین اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہر روشنی الگ قسم کی ہوتی ہے۔ پلاٹینم سے نکلنے والی روشنی کو اگر پھاڑا جائے تو وہ بتا دے گی کہ وہ پلاٹینم میں سے نکلی ہے۔ اور اگر ریڈیم سے نکلی ہوئی روشنی کو دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ ریڈیم کی ہے۔ غرض ہر روشنی کو پھاڑ کر وہ بتا دیتے ہیں کہ اس کے ساتھ کن کن چیزوں کا تعلق ہے۔ اِس علمی ترقی کا یہ فائدہ ہوا ہے کہ سائنسدان یہاں بیٹھے ہوئے سورج کی روشنی لیں گے اور اس کا تجزیہ کر کے بتا دیں گے کہ سورج میں فلاں فلاں عناصر ہیں، مریخ کی روشنی پھاڑ کر بتا دیں گے کہ اس میں فلاں فلاں عناصر ہیں۔ غرض علم ہیئت میں ایسے عظیم الشان تغیرات ہوئے ہیں کہ ان کو دیکھ کر حیرت آتی ہے۔" (تفسیر کبیر)

KHILAFAT LIBRARY

خدا کی صفات اور کام غیر محدود ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا کی صفات اور کام غیر محدود ہیں۔ کیا دُنیا کی ہزارہا مخلوق اِس بات کی کافی دلیل نہیں کہ خدا بڑا قوی خدا ہے۔ خدا کبھی معطّل نہیں ہو گا۔ ہمیشہ خالق، ہمیشہ رازق، ہمیشہ رب، ہمیشہ رحمان، ہمیشہ رحیم ہے اور رہے گا۔ میرے نزدیک ایسے عظیم الشان جبروت والے کی نسبت بحث کرنا گناہ میں داخل ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۴۷)

اندازہ لگاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نُور کی رفتار فی سیکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہے۔ ایک لاکھ چھیاسی ہزار کو ساٹھ سے ضرب دیں گے تو ایک منٹ کی رفتار نکل آئے گی، پھر ساٹھ سے ضرب دینگے تو ایک گھنٹہ کی رفتار نکل آئے گی۔ پھر اسے چوبیس سے ضرب دیں گے تو ایک دن کی رفتار نکل آئے گی۔ اور پھر اسے تین سَو ساٹھ سے ضرب دیں گے تو ایک سال کی رفتار نکل آئے گی۔ اس بناء پر جب وہ ایک ستارے کا دوسرے ستارہ سے فاصلہ بتانا چاہیں تو یہ نہیں کہیں گے کہ وہ ستارہ اتنے میل دُور ہے بلکہ کہیں گے کہ وہ بیس سالِ نوری کے برابر ہے یا ایک ہزار سالِ نوری کے فاصلہ پر ہے مطلب یہ کہ ایک سالِ نوری کا جتنا فاصلہ بنتا ہے اسے اتنے سالوں سے ضرب دے لو اور پھر خود ہی اندازہ لگا لو کہ ان میں کتنا فاصلہ ہے

پس دُور بینوں کی ایجاد کے ذریعہ ایک تو سَیرِ نجوم میں بہت بڑی ترقی ہوئی ہے۔ پھر اس سے وسعت عالَم کے متعلق سابقہ علوم میں بھی بہت بڑی تبدیلی ہوئی ہے۔ گزشتہ زمانہ کا ذکر تو جانے دو جنگِ عظیم سے پہلے ہیئت دان دو ہزار سالِ نوری عالَم کی وسعت سمجھتے تھے مگر پچھلی جنگ کے خاتمہ پر انہوں نے اعلان کیا کہ یہ عالَم بارہ ہزار سالِ نوری تک پھیلا ہُوا ہے اور اب کہتے ہیں کہ اس عالَم میں اتنی وسعت ہے کہ ہم اس کا اندازہ لگانے سے قطعی طور پر قاصر ہیں۔ اور جو لوگ کچھ اندازہ بتاتے ہیں کہ چھتیس یا چالیس ہزار سالِ نوری تک یہ عالَم پھیل گیا ہے اور اب جبکہ مَیں اِس نوٹ کی نظرِ ثانی کر رہا ہوں پہلے سے بھی اَور زیادہ فاصلہ کے ستاروں کا پتہ لگنے کا اعلان ہُوا ہے۔

پھر نئے حساب کے ذریعہ انہوں نے اپنی تحقیق میں اتنی ترقی کر لی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس سارے عالَم کا مرکز دریافت کر لیا ہے جس میں یہ سورج اور چاند وغیرہ ایسے ہی نظر آتے ہیں جیسے ایک چھوٹا سا ذرّہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اِس عالَم کے اُوپر ایک اَور عالَم ہے، پھر اَور عالَم ہے، پھر اَور عالَم ہے اور آخر میں ایک بہت بڑا مرکز ہے جس کے اِرد گرد یہ سب سیارے اور ستارے اور سورج اور چاند وغیرہ چکّر کھا رہے ہیں۔ ان کو اپنی اِس تحقیق پر اِس قدر ناز ہے کہ ماہرینِ حساب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خدائی کا راز دریافت کر لیا ہے۔ گویا وہ مرکز ان کے نزدیک خدا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہاں سے اللہ تعالےٰ ساری دُنیا پر حکومت کر رہا ہے۔ اِسی طرح پیدائشِ عالَم کے متعلق پُرانے اور موجودہ نظریہ میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا ہے۔

گلستانِ احمد علیہ السلام کے چند خوش رنگ پھول

اور

ان کی دل آویز مہک

KHILAFAT LIBRARY

(مکرم جناب خالد سیف اللہ خان صاحب بی۔ایس۔سی (انجنیئرنگ) لائلپور)

(قسط اوّل)

اللہ تعالیٰ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترتیب، تدوین، تالیف اور اشاعت کرنیوالوں کو اجرِ بے حساب سے نوازے کہ انہوں نے ایک عظیم الشان رُوحانی مائدہ بھوکی اور پیاسی رُوحوں کی ضیافتِ طبع کے لئے ان کے گھروں تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ یہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور حضورؑ کی مجلس میں شمولیت کی حسرت اور جذبۂ محرومی کی تسکین کا سامان بہم پہنچاتی ہیں۔ قاری اپنی چشمِ تصور سے آقا کو اپنے خدام کے حلقہ میں، معلّم کو اپنے شاگردوں کی جماعت میں، باپ کو اپنی اولاد کے درمیان اور چاند کو ستاروں کے جھرمٹ میں جلوہ فگن دیکھتا ہے۔ محبت اور شوق کے عالم میں پَون صدی کے فاصلے سمٹتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور قاری خود اپنے آپ کو بھی اس مبارک مجلس میں کہیں جُوتیوں کے پاس بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہے۔ آیئے اس مجلس کی کچھ روح پرور باتیں ہم بھی سُنیں۔

۱۔ انسان کی پیدائش کی علّتِ غائی

:۔ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ۔ خدا تعالیٰ کے سوا ہرگز ہرگز کسی کی پرستش نہ کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علّتِ غائی یہی عبادت ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دُور کرکے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مُوْرٌ مُعَبَّدٌ۔ جیسے سُرمہ کو باریک کرکے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر، پتھر، ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف

ہو گویا رُوح ہی رُوح ہو اُس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جائے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے اور اگر زمین کی کی جائے تو اس میں انواع و اقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آجائے گا۔ یہی مقامِ صفا ہے۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۴)

KHILAFAT LIBRARY

۲۔ قُربِ الٰہی کے تین مقام :- اوّل قسم قُرب کی خادم اور مخدوم سے مشابہت رکھتی ہے دوسری قسم قربِ الٰہی کی بیٹے اور باپ سے مناسبت رکھتی ہے اور تیسری قسم کا قرب ایک ہی شخص کی صورت اور اس کے عکس سے مشابہت رکھتا ہے۔ یعنی جس طرح ایک مصفّیٰ اور وسیع شیشہ میں صاحبِ رویت کی تمام و کمال شکل منعکس ہو جاتی ہے اسی طرح تیسری قسم کے قُرب کی حالت میں تمام صفاتِ الٰہیہ صاحبِ قرب کے وجود میں بکمال صفائی منعکس ہو جاتی ہیں اور وہ مظہر اتم صفاتِ الٰہیہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ مظہر اتم صفاتِ الوہیت تمام بنی آدم میں سے ایک ہی وجود ہمارے سیّد و مولیٰ فخر الورسے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۴ تا ۱۸۲ حاشیہ)

۳۔ سلوک و جذب :- سالک کا دل آئینہ ہے جس کو مصائب، شدائد اس قدر صیقل کر دیتے ہیں کہ اخلاقِ الٰہی اُس میں منعکس ہو جاتے ہیں اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب بہت مجاہدات اور تزکیوں کے بعد اُس کے اندر کسی قسم کی کدورت یا کثافت نہ رہے تب یہ درجہ نصیب ہوتا ہے۔ ہر ایک مومن کو ایک حد تک ایسی صفائی کی ضرورت ہے۔ کوئی مومن بلا آئینہ ہونے کے نجات نہ پائے گا۔ سلوک والا خود یہ صیقل کرتا ہے لیکن جذب والا مصائب میں ڈالا جاتا ہے۔ خدا خود اس کا مُصَقِّل ہوتا ہے اور طرح طرح کے مصائب و شدائد سے صیقل کر کے اس کو آئینہ کا درجہ عطا کر دیتا ہے۔ دراصل سالک اور مجذوب دونوں کا ایک ہی نتیجہ ہے۔ سو متقی کے دو حصے ہیں سلوک و جذب۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲۷)

۴۔ گناہوں سے بچنے کا علاج :- ایک یہ بھی علاج ہے گناہوں سے بچنے کا کہ کشتیٔ نوح میں جو نصائح لکھی ہیں ان کو ہر روز ایک بار پڑھ لیا کرو۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۹)

۵۔ موت کو یاد رکھو :۔ موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دُنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے اس کی اصل جڑ یہی ہے کہ اُس نے موت کو بُھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے وہ دنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بُھلا دیتا ہے اُس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر طولِ امل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو اور کشتی غرق ہونے لگے تو اُس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آجاتی ہے اس واسطے گناہ نہیں کر سکتا اور نہ بدی کی طرف اپنے خیالات دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۱۸)

۶۔ حقیقی ایمان کی علامت :۔ حقیقی ایمان کی علامت یہی ہے کہ انسان دنیا کو پاؤں کے نیچے کچل کر اس سے اس طرح الگ ہو جائے کہ جیسے سانپ اپنی کینچلی سے باہر آجاتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۴۱)

۷۔ ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت :۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ اگر چالیس دن تک رونا نہ آئے تو جانو کہ دل سخت ہو گیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا کہ ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت۔ مگر اس کے برعکس دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ہنستے بہت ہیں۔ اب دیکھو کہ زمانہ کی کیا حالت ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتا رہے بلکہ جس کا دل اندر سے رو رہا ہے وہی روتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ کر خشوع اور خضوع سے دُعا میں مشغول ہو اور بالکل عجز و نیاز سے خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر پڑے تاکہ وہ اِس آیت کے نیچے نہ آوے، جو بہت ہنستا ہے وہ مومن نہیں۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۷۵)

۸۔ توکّل :۔ ایک دن مجلس مسیح موعودؑ میں توکّل کی بات چل پڑی جس پر آپؑ نے فرمایا :۔
" مَیں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں جیسے جب سخت حبس ہوتا ہے اور گرمی کمال شدت

کو پہنچ جاتی ہے تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہو گی۔ ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے"۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ "جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق و سرور اللہ تعالیٰ پر توکّل کا اُس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اسکے کہ کیسہ بھرا ہُوا ہو"۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۲۵)

KHILAFAT LIBRARY

۹۔ اہل اللہ اور لذّاتِ دنیوی : ایک ذکر پر فرمایا کہ "ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرا ہے کہ میں نے گوشت کا مُنہ نہیں دیکھا ہے۔ اکثر مسّی روٹی (بیسنی) یا اچار اور دال کے ساتھ کھا لیتا ہوں۔ آج بھی اچار کے ساتھ روٹی کھائی ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۷۱)

۱۰۔ اولیاء اللہ اور ترک تکلّفات :۔ اولیاء اللہ میں تکلّفات نہیں ہوتے۔ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے لباس اور دوسرے امور میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنّع نہیں ہوتا۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۵۵)

۱۱۔ خطا کاریوں کی جڑ :۔ دُنیا کی محبّت ساری خطا کاریوں کی جڑ ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۵۵)

۱۲۔ فقر کی دولت :۔ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں وہ دولت ملی ہے جو امیروں کے پاس نہیں۔ غریب آدمی ظلم، تکبّر، خود پسندی، دوسروں کو ایذا پہنچانے اور اتلافِ حقوق وغیرہ بہت سی بُرائیوں سے بچا رہتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۳)

۱۳۔ شرف اور سعادت کب ملتی ہے :۔ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو۔ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۴)

۱۴۔ تکمیلِ ایمان کا پہلا زینہ :۔ بدی کو چھوڑنا تکمیلِ ایمان کا پہلا زینہ ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۷۲)

۱۵۔ بدظنی تمام برائیوں کی جڑھ :۔ بدظنی تمام برائیوں کی جڑھ ہے۔ باقی جس قدر گناہ ہیں وہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ میں دو تہائی آدمی بدظنی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۳۸ اور جلد ۸ صفحہ ۴۴۶)

KHILAFAT LIBRARY

۱۶۔ تکبر :۔ تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرض تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بُو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔ صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاقِ رذیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب یہ نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔ بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن اُن میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے اس لئے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیئے۔ بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے ...... بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے ..... بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے ..... غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں۔ ان سب سے بچنا چاہیئے۔ مگر ان سب سے بچنا ایک **موت کو چاہتا ہے**۔ جب تک انسان اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا تعالیٰ کی برکت اس پر نازل نہیں ہو سکتی اور نہ خدا تعالیٰ اس کا متکفل ہو سکتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۴۰۲)

۱۷۔ غضب :۔ یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام۔ کے

ہونٹ لطائف کے چشمہ میں بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہوسکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے اس کو کبھی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ صـ۱۲۶)

KHILAFAT LIBRARY

۱۸۔ اپنے نفس پر قابو:۔ مَیں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اُسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اُکھاڑ نہ سکا۔ (ملفوظات جلد ا صـ۴۵۶)

مَیں نے اِن مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ مَیں وقتِ ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کرسکتا ہوں۔ مَیں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی پر مجبور کیا جاوے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہوجاوے۔ (کتاب البریہ)

۱۹۔ صبر اور شکر:۔ تکمیلِ ایمان کے دو پہلو ہیں۔ اوّل مصائب کا تختہ مشق ہو اور خدا سے تعلق رکھے۔ دوم عروج اور اقبال اور اقتدار میں خدا تعالیٰ کو بھُول نہ جائے۔ (ملفوظات جلد ۳ صـ۱۹۱)

۲۰۔ تزکیہ نفس:۔ مخالفوں سے کسی قسم کا مباحثہ اور مقابلہ مجادلہ نہ کریں۔ درشت اور ناملائم باتیں سُنیں تو اعراض کریں۔ دعاؤں، استغفار، عبادتِ الٰہی، تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہوجائیں۔ متقی بننے کی فکر کریں۔ (ملفوظات جلد ۳ صـ۲۸۲)

۲۱۔ اسباب پرستی:۔ اسباب پرستی پتھر پرستی سے بڑھ کر ہے۔ پتھروں کی پوجا آگ محرقہ ہے تو یہ تپ دق ہے جو اسباب میں دل لگاتا ہے وہ شرک میں مبتلا ہوجاتا ہے۔
(ملفوظات جلد ۳ صـ۳۷۴) (باقی)

محاسبۂ نفس و پاسداری عہد

(مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف نائب قائد تعلیم مجلس مرکزیہ)

مذہب کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ یہ دُنیا دارالامتحان ہے اور ایک دن ایسا آنے والا ہے جب ہم احکم الحاکمین کی بارگاہ میں پیش ہوں گے اور ہم سے اِس دُنیا کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اچھے کام کی ہمیں جزاء ملے گی اور بدعملی کی ہم سزا پائیں گے۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○ (سورۃ الزلزال آیات ۸،۹) اِس محاسبہ کے لئے ضروری ہے کہ ہم اُس دُنیا میں محاسبہ سے پہلے اِس دُنیا میں خود اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ (ترمذی ابواب الزہد) دانا وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ (دَانَ کے ایک معنے محاسبہ کرنے کے بھی ہیں) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:-

حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَتَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ وَاِنَّمَا يُخَفَّفُ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهٗ فِى الدُّنْيَا۔ (ترمذی ابواب الزہد)

KHILAFAT LIBRARY

اُس محاسبہ سے پہلے اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اور اُس بڑی پیشی کے لئے تیاری کرو۔ کیونکہ قیامت کے روز اُسی کا حساب آسان ہوگا جس نے اِس دُنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ انسان خواہ کتنے عذر کرے اُس کا نفس خوب جانتا ہے کہ اسکی کیفیت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ○ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (سورۃ القیامہ آیت ۱۵)

کہ انسان اپنے نفس کی کیفیت کو خوب جانتا ہے خواہ کتنے عذر تراشے۔ سچ یہی ہے کہ اپنا عمل کس سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کو اپنے نفس کے بارہ میں دھوکا دے سکتا ہے لیکن خدا اور اس کے نفس سے کیا مخفی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان سے ایک عہد لیا ہے اور وہ قرآن مجید میں اِن الفاظ میں

مذکور ہے :-

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى ۔

(سورۃ اعراف آیت ۱۷۳)

خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں اپنی ہستی کی دلیل رکھی ہے اور اس سے یہ اقرار لیا ہے کہ جب مَیں تم سے اِس بارہ میں گواہی طلب کروں تو تمہاری فطرت کی پکار یہ ہونی چاہیئے کہ ہمارا پیدا کرنے والا ایک خدا موجود ہے اِس لئے ہماری فطرت اُس کے غیر کے آگے سجدہ ریز نہ ہو۔ وہ کسی مخلوق سے مُرادیں نہ مانگے۔ اِس خدائی تعلق کو اُجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء تشریف لاتے ہیں۔ وہ بھی بیعت کے ذریعہ اپنے متبعین سے بعض اقرار لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے جن الفاظ میں بیعت لیتے تھے اس کا ذکر احادیث میں آتا ہے اور صحابہؓ اِس امر کا محاسبہ کرتے رہتے تھے کہ ہم نے کس حد تک اس عہد کو نبھایا ہے جو خدا کے نبیؐ سے کیا تھا۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں :-

KHILAFAT LIBRARY

(۱)

پہلی مثال عتبہ کے بیٹے ابو ہاشم کی ہے۔ عتبہ قریش کے اُن بدبختوں میں سے ایک تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددُعا کے نتیجہ میں بدر کے میدان میں قتل ہوُا تھا۔ اُس کے قتل کی بددُعا اُس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی جب ایک بدبخت کافر عقبہ بن ابی معیط نے اونٹنی کی بچہ دانی حضورؐ کی پیٹھ پر سجدہ کی حالت میں رکھ دی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آکر اس گند کو ہٹایا۔ تب حضورؐ نے ربیعہ کے دونو بیٹوں عتبہ اور شیبہ کے لئے بددُعا کی۔ آپؐ نے فرمایا :-

اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ ..... بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ ۔ (بخاری)

اے اللہ! عتبہ بن ربیعہ سے نبٹنا اور شیبہ بن ربیعہ سے نبٹنا۔

بخاری کتاب المغازی میں عتبہ کے بیٹے ولید کے لئے بھی بددُعا کا ذکر ہے۔ اور جب ان سارے سرداروں کی لاشیں بدر کے میدان میں ایک گڑھے میں ڈال دی گئیں تو حضورؐ نے انکی لاشوں پر آکر فرمایا تھا۔ تم نبی کے بُرے ساتھی تھے اور تم نے اپنے اعمال کی سزا بھگت لی۔ ہاں اسی عتبہ کا بیٹا ابو ہاشم مسلمان ہوُا۔ بستر مرگ پر تھا کہ معاویہ جو اُن کے قرابت دار بھی تھے اُن کی عیادت کے لئے گئے۔ اُن کے درمیان جو مکالمہ ہوُا وہ یہ ہے :-

عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ جَآءَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى اَبِيْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَ

هُوَ مَرِيْضٌ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ يَا خَالِ مَا يُبْكِيْكَ اَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ اَوْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا۔ قَالَ كُلٌّ لَا وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا لَمْ اٰخُذْ بِهٖ۔ قَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَ مَرْكَبٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اَجِدُنِي الْيَوْمَ قَدْ جَمَعْتُ۔

حضرت ابووائلؓ روایت کرتے ہیں کہ معاویہؓ ابوہاشم بن عتبہ کی عیادت کے لئے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ابوہاشمؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ پوچھا ماموں! کیا درد کی تکلیف ہے یا دُنیا سے جانے کے تصور نے یہ حال کیا ہے۔ ابوہاشم نے کہا ان میں سے کسی بھی وجہ سے مَیں نہیں رو رہا، رونا اس بات کا ہے کہ مَیں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک عہد کیا تھا وہ نبھا نہیں سکا۔ حضورؐ نے مجھے فرمایا تھا کہ اگر مال جمع ہی کرنا ہے تو ایک خادم اور ایک سواری کافی ہے۔ لیکن مَیں نے تو مال بھی جمع کر لیا۔

جہاں یہ واقعہ حضورؐ کی قوتِ قدسیہ کی تاثیر کی روشن مثال ہے کہ باپ مقتولِ بدر، بھائی مقتولِ بدر لیکن بیٹا ایسا زاہد کہ مرتے وقت صرف یہ خیال کہ عہد نہ نبھا سکا، قدم پھسل گیا۔ ابوہاشمؓ کے محاسبہ پر غور فرمائیے کہ اس جہان سے رخصت کے وقت یہ احساس کتنا بے چین کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عہد کیا تھا اس کے متعلق کیا جواب دوں گا۔

(۲)

دوسرا واقعہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا ہے۔ وہ مشہور مالدار صحابی تھے اور تھے بھی بہت متقی اور مخیر۔ عشرہ مبشرہ میں شامل ہونے کے علاوہ اُس کمیٹی کے رکن تھے جنہیں حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لئے نامزد کیا تھا، وہ دیکھئے کس طرح اپنا محاسبہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

اِبْتُلِيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالضَّرَّآءِ فَصَبَرْنَا عَلَيْهِ ثُمَّ ابْتُلِيْنَا بَعْدَهٗ بِالسَّرَّآءِ فَلَمْ نَصْبِرْ۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دُکھوں سے آزمایا تو ہم نے اس پر صبر کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کشائش اور آسودگی سے آزمایا تو ہم صبر نہ کر سکے۔

(۳)

تیسرا واقعہ حضرت حنظلہؓ کا ہے۔ اگر آپ اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کے حالات دیکھیں

تو کوئی خاص مواد وہاں نہیں ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن خدا کے رسول ؐ کے اِس ساتھی نے اپنے نفس کا محاسبہ اِس طور پر کیا کہ حدیث کے اوراق کی زینت بن گیا۔

ایک دن ایک جگہ بیٹھ کر آنسو بہا رہے تھے، حضرت ابوبکرؓ کا اُدھر سے گزر ہُوا تو پُوچھا حنظلہ! کیا ہُوا؟ عرض کی کہ ہم حضورؐ کی مجلس میں ہوتے ہیں حضورؐ کے ارشادات سُن کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جنّت اور جہنّم سامنے ہیں لیکن جب گھر جاتے ہیں تو بیوی بچّوں میں بیٹھ کر دل کی کیفیت بدل جاتی ہے، وہ باتیں بُھولتی معلوم ہوتی ہیں۔ بخدا میں تو حضورؐ کی خدمت میں اِس مرض کے علاج کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہی بات دُہرائی۔ حضورؐ نے سُنا تو فرمایا! اگر تمہاری وہی حالت رہے جو میری مجلس میں ہوتی ہے تو آسمان کے فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔ "تکن یا حنظلۃ ساعۃ و ساعۃ" لیکن حنظلہ! وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ یعنی کبھی وہ کیفیت ہوتی ہے اور کبھی یہ۔ یہ تبدیلی ناگزیر ہے۔

اللہ! اللہ! کتنی فکر تھی حضرت حنظلہؓ کو اِس بات کی کہ ہر وقت جنّت اور جہنّم کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کیوں کھنچا نہیں رہتا۔ وہ پریشان تھے اِس خیال سے کہ جو رُوحانی کیفیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں وارد ہوتی ہے وہ دوامی طور پر کیوں قائم نہیں رہتی۔ کیا لطیف محاسبہ تھا حضرت حنظلہؓ کا اور کتنا شدید بھی۔

KHILAFAT LIBRARY

ہم سے بھی خدا تعالیٰ کے عظیم الشان مامور اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض عہد لئے ہیں اور اُن عہدوں میں سے ایک عہد بوقتِ بیعت یہ لیا ہے

"میں دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا"

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس عہد کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور جماعت کے بعض بزرگ اسے جماعت کا ماٹو بھی قرار دیتے تھے۔ اِس عہد کے لینے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ مادیت کے غلبہ کا زمانہ ہوگا۔ دجّال یعنی بہت بڑے فریب کے ظہور کا زمانہ ہوگا۔ دُنیا اپنی زخرفات سے ظاہر ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اس سے مُنہ موڑ کر خدا تعالیٰ اور اس کے احکام کی اشاعت کی طرف توجہ کرنا بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا۔ اِسی لئے حدیثوں میں آیا ہے کہ اُس زمانہ میں "سجدۃٌ واحدۃٌ خیرٌ من الدّنیا وما فیھا" کہ اُس زمانہ میں ایک سجدہ دُنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا۔ ایسی حالت میں اُن تمام محرّکات اور کشش کے

باوجود خدا کے احکام کو مقدم کرنا یقیناً مشکل ہوگا اس لئے ثواب کا بھی زیادہ مستحق ہوگا۔
پس آئیے! ہم بھی نفس کا محاسبہ کریں کہ ہم نے جو عہد کئے تھے ہم ان کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں تا اُس بڑے دن کی پیشی کے وقت نادم اور پشیمان نہ ہوں۔ مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ خدا کی رحمتوں کو قریب لانے والا زمانہ ہے۔ اگر مادیت کے غلبہ کا یہ زمانہ ہے تو جنت بھی اس زمانہ میں قریب کی گئی ہے۔ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ؛

خدا تعالیٰ کے نزدیک سچا مومن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

KHILAFAT LIBRARY

"یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مومن اور بیعت میں داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لے جیسا کہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے۔ اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مجرم ٹھہرتا ہے۔..... یقیناً یاد رکھو کہ جب تک انسان کی عملی حالت درست نہ ہو زبان کچھ چیز نہیں۔ یہ نری لاف گزاف ہے زبان تک جو ایمان رہتا ہے اور دل میں داخل ہو کر اپنا اثر عملی حالت پر نہیں ڈالتا وہ منافق کا ایمان ہے۔ سچا ایمان وہی ہے جو دل میں داخل ہو اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۹۶)

خصوصیات و برکات خلافت

(مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے)

——(۱۳ ویں اور آخری قسط)——

قرآن کریم میں آیت استخلاف کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

یعنی اے مسلمانو! خلافت راشدہ کے ذریعہ تم اس کے ظاہری و باطنی تقاضے پورے کرتے ہوئے حقیقی طور پر نماز باجماعت بجالاؤ اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم سب اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کے مورد ہوسکو۔

KHILAFAT LIBRARY

گزشتہ اقساط میں واضح کیا جا چکا ہے کہ نماز باجماعت کے تمام ظاہری و باطنی تقاضے صرف اور صرف خلافت حقہ سماویہ کے ساتھ وابستگی سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ کا حقیقی نظام خلافت اسلامیہ سے ہی وابستہ ہے۔ اور اسی طرح رسول کی اطاعت سے مراد یہ ہے کہ خود رسول ہی کی طرح آسمانی خلفاء راشدین کی اطاعت بھی کی جائے کیونکہ وہ رسول ہی کے نائب اور جانشین ہوتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ

کہ خلافت راشدہ اسلامیہ سے وابستگی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مورد ہو جاؤ گے۔

قرآن کریم کی سورۂ جمعہ سے صاف ظاہر ہے کہ بموجب کلمات آیت کریمہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ ازل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقدر تھیں۔ بعثت اولیٰ میں آپؐ کا کام تکمیل ہدایت تھا اور بعثت ثانیہ میں جو آپؐ کے بروز کامل و ظلّ اتم مسیح موعود و مہدی معہود کے ذریعہ ظہور پذیر ہونے والی تھی۔ آپؐ کا کام تکمیل اشاعت ہدایت تھا۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"تکمیل اشاعت ہدایت کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو

اتمامِ نعمت اور اکمال الدین ہؤا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل تکمیلِ ہدایت، دوسری تکمیلِ اشاعتِ ہدایت۔ تکمیلِ ہدایت من کل الوجوہ آپ کی آمدِ اوّل سے ہوئی اور تکمیلِ اشاعتِ ہدایت آپؐ کی آمدِ ثانی سے ہوئی کیونکہ سورۂ جمعہ میں جو اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ والی آیت آپؐ کے فیض اور تعلیم سے ایک اور قوم کے تیار کرنے کی ہدایت کرتی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی ایک بعثت اور ہے اور یہ بعثت بروزی رنگ میں ہے جو اس وقت ہو رہی ہے۔ پس یہ وقت تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم ص۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دونوں بعثتوں میں آپؐ کے سچے متبعین نے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کا مورد بننا تھا۔ پہلی بعثت میں بلحاظ کیفیت کے ہدایت کی تکمیل ہونے کی وجہ سے قرآنی ہدایت کے اعلیٰ ترین پھولوں اور پھلوں کی فصل کا بھرپور نمونہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو دکھا دیا اور دوسری بعثت میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری خلافت ہے قرآن کی عالمگیر اشاعت کے ذریعہ سے جو اس خلافتِ حقّہ کی آسمانی تنظیم کے ذریعہ سے مقدّر ہے دُنیا نے بلحاظ کمیت کے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کا مورد بننا ہے۔

KHILASAT LIBRARY

گویا قرآن کریم نے اسلام کے دورِ اوّل میں دُنیا کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بلحاظ کیفیت اعلیٰ ترین نمونہ دکھا دیا اور اسلام کے دورِ ثانی میں اسی قرآن کریم کی عالمگیر اشاعت کے ذریعہ سے خلافتِ حقّہ کی تنظیم نے دُنیا کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بلحاظ کمیت کے اعلیٰ ترین نمونہ دکھانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کے ذکر کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کو بطور نتیجہ بیان فرماتا ہے اور آیتِ استخلاف کے بعد خلافتِ حقّہ کی عالمگیر تنظیم کا بھی یہی نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ قرآن کریم نے کیفیت کے لحاظ سے جو اعلیٰ ترین رحمت کا بعثتِ اولیٰ میں نمونہ دکھایا وہی نمونہ رحمتِ عام آخری زمانے میں عالمگیر اشاعتِ قرآن کے ذریعہ سے خلافتِ حقّہ دکھلائے گی اور اس آسمانی خلافت کے ذریعہ سے ساری دُنیا پر قرآن کریم کی اقدار و تعلیم کی حکومت قائم ہو جائے گی۔

قرآن کریم کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ
اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ
كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ (الانعام: ۱۵۶-۱۵۷)

یعنی یہ وہ کتاب ہے جسے ہم نے اُتارا ہے یہ تمام برکات کی جامع ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور اس کے بتائے ہوئے پر ہیزوں پر عمل کرو تا تم (جسمانی، اخلاقی و روحانی عافیت و تندرستی اور اعلیٰ ترین نشوونمائی) رحمت کے مورد بنائے جاؤ۔

KHILAFAT LIBRARY

اسی طرح فرماتا ہے :-

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○

(الاعراف : ۲۰۵)

یعنی (اے لوگو) جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سُنا کرو اور چُپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان دونوں آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے نزول کے بعد بنی نوع انسان کا اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا مورد بننے کا انحصار صرف اور صرف قرآن کریم پر عمل کرنے پر منحصر ہے۔ اور اس عظیم رحمت کا بلحاظ کیفیت اعلیٰ ترین نمونہ اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ اولیٰ کے زمانہ میں دکھا چکا ہے۔ اب آیت استخلاف کے بعد بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

یعنی خلافتِ حقہ اسلامیہ کی برکت تم کو یہ ملے گی کہ تم سب عالمگیر طور پر بلحاظ کمیت کے بھی قرآن کریم کی پیروی سے ملنے والی برکات کے مورد بن جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم اور خلافتِ حقہ اسلامیہ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دونوں کے نتائج کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ کی خوشخبری سُنائی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الخلفاء اور آخری خلیفہ ہیں آپ کو مخاطب کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک الہام میں یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے دُنیا کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان فرماتا ہے :-

"مَا أَنَا إِلَّا كَالْقُرْآنِ وَسَيَظْهَرُ عَلَىٰ يَدَيَّ مَا ظَهَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ"

(تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۶۷۴)

یعنی اے مسیح موعود! تو دنیا میں اعلان کر دے کہ میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پہ وہ سب کچھ ظاہر ہوگا جو فرقان سے (کسی زمانے میں، یعنی اسلام کے صدرِ اوّل میں) ظاہر ہوا تھا۔

وجہ یہ ہے کہ آپؑ کی بعثت کا مقصد ہی قرآن کریم کی ظاہری و باطنی برکات کو کُل روئے زمین پر پھیلا دینا ہے۔ چنانچہ مفسّرین کرام نے لکھا ہے کہ سورۃ الصف کی اس پیشگوئی کا کامل ظہور مسیح و مہدی کے وقت میں ہی مقدّر ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۃ الصف:

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ (شرک میں مبتلا عیسائی یا دنیادار کے بُت کی پرستش کرنے والے دہریہ) مشرکین اس امر کو کتنا ہی ناپسند کریں۔

مفسّرین نے لکھا ہے کہ عالمگیر طور پر قرآن کریم کا یہ غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الخلفاء مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ سے مقدّر ہے۔ پس اس آیت اور مندرجہ بالا الہام کا مضمون واحد ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن کریم اور خلافتِ حقّہ اسلامیہ کی تمام کڑیوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ خلافتِ حقّہ کا سب سے بڑا فریضہ اشاعتِ ہدایتِ قرآن ہی ہے۔ اگر کوئی قرآن سے غفلت کرے گا تو خلافتِ حقّہ کی وابستگی، ہاں حقیقی روحانی وابستگی اور اس کے برکات سے محروم رہے گا۔ اسی طرح جو شخص خلافتِ حقّہ اسلامیہ سے کسی رنگ میں (معنوی یا صوری) رُوگردانی کرے گا قرآن اس کے دل سے اور آخر اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو دُنیا سے اپنے ظاہری عنصری جسم کے لحاظ سے تشریف لے گئے مگر دو چیزوں کو اپنا جانشین چھوڑ گئے۔ ایک خدا کی کتاب قرآن مجید اور ایک اپنی روحانی نسل یعنی سلسلۂ خلفاء راشدین و مجددین و اظلالِ روحانی۔ چنانچہ ایک حدیث میں سیّد المرسلین فخرِ موجودات مقصودِ کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ اَوْشَكَ اَنْ اُدْعٰی فَاُجِیْبَ وَاِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ۔ كِتَابَ اللّٰهِ وَ عِتْرَتِیْ۔ كِتَابُ اللّٰهِ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ وَ عِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَاِنَّ اللَّطِیْفَ الْخَبِیْرَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّهُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْنِیْ بِمَ

تَخْلُفُوْنِیْ فِیْهِمَا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص۱۷)

یعنی حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اپنے آخری ایام میں) اب قریب ہے کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھے بُلاوا آجاوے اور میں اس پر لبیک کہوں۔ میں تمہارے درمیان دو قیمتی چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری چیز اپنے اہل وعیال۔ اللہ کی کتاب تو وہ رسّی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف (زمین والوں کی نجات کے لئے) پھینکی گئی ہے اور عِترۃ سے مراد میرے اہل بیت ہیں۔ اور لطیف و خبیر خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ قرآن اور میرے اہل بیت کبھی جُدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ دونوں حوض کوثر پر مجھے آملیں۔ پس اے مسلمانو! تم اِس بات کا جائزہ لیتے رہنا کہ تم ان دونوں کے بارے میں میرے بعد میری کس رنگ میں جانشینی کرتے ہو۔

KHILAFAT LIBRARY

ایک روایت میں کچھ زائد الفاظ بھی ہیں یعنی :۔

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ۔ اَحَدُهُمَا اَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ (ایضاً ص۱۴)

اِس حدیث کے مطابق ہدایت پر قائم رہنے اور طوفانِ ضلالت میں غرقابی سے بچنے کے لئے اللہ کی کتاب سے تمسک کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کے طریق پر قدم مارنا اور ان سے تمسک اور وابستگی بھی لازمی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء کے اصل اہل بیت وہی ہوتے ہیں جو رُوحانی رشتہ رکھنے والے ہوں۔ جسمانی اہل بیت بھی تبھی اہل بیت میں شامل سمجھے جاتے ہیں جبکہ وہ رُوحانی طور پر بھی اہل بیت ہوں۔ اگر کوئی وجود نبی سے جسمانی ابنیّت کا تعلق رکھتا ہو مگر رُوحانی طور پر اس کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ اس کا اہل بیت نہ ہوگا جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے غرق ہونے والے بیٹے کنعان کے متعلق جب اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں فریاد کی

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ

کہ اے میرے رب! میرا بیٹا باوجود میرے اہل میں سے ہونے کے کیوں ہلاک ہوگیا؟ تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلالی رنگ میں تنبیہہ کی گئی :۔

اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ

کہ اے نوح! وہ ہرگز تیرا اہل بیت نہیں کیونکہ اس کے عمل صالح نہیں تھے۔

پس عِترتی کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت تک جاری رہنے والی روحانی

اولاد مراد ہے۔ یعنی آپؑ کے روحانی اظلال و فرزندوں کا سلسلہ ــــ سلسلۂ خلافتِ حقہ ــــ جو مختلف رنگوں میں قیامت تک جاری رہنا ہے۔ یہی حضور علیہ السلام کے وہ اہل بیت ہیں جن کے تمسک کے بغیر ہدایت ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ یہی وہ اہل بیت ہیں کہ ان کا اور قرآن کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہ دونوں اکٹھے ہی حوضِ کوثر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں گے۔ لاریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی اہل بیت بھی اِس سلسلہ میں شامل ہیں کیونکہ وہ سب بھی روشنی کے مینار اور ائمۂ ہدایت تھے۔ مگر یہ سلسلہ ان پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ روحانی ابنیت و خلافت کے رنگ میں تا یومِ بعث جاری و ساری ہے اور یہی وہ سلسلہ ہے کہ جس کے ساتھ وابستگی و تمسک کی شرط پر اللہ تعالیٰ نے انزالِ رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔ قرآن مجید بھی موجبِ انزالِ رحمت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاءِ روحانی کا یہ سلسلہ بھی۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ ہاں ایک دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے یعنی قرآن کہ سلسلۂ خلفاءِ محمدیہ بہرحال خادمِ قرآن ہے۔ جب قرآن کریم اور خلفاءِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لازم و ملزوم ہیں تو ثابت ہوا کہ خلافتِ حقہ اسلامیہ کی بھی وہی برکات ہیں جو قرآن کریم کی ہیں۔ اِس سلسلۂ خلفاءِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور آپؑ کے حق میں بجا طور پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی زبان سے فرمایا:-

"مَا اَنَا اِلَّا كَالْقُرْاٰنِ وَ سَيَظْهَرُ عَلٰى يَدَیَّ مَا ظَهَرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ"

(تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۶۷۶)

KHILAFAT LIBRARY

یعنی میں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تو قرآن کی طرح ہی ہوں کہ عنقریب میرے ہاتھ پر وہ تمام برکات ظاہر ہو جائیں گی جن کا کسی زمانے میں قرآن کریم کے ذریعہ ظہور ہوا تھا۔

قرآن کریم کی سب سے بڑی برکت کا ذکر وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ .... لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف: ۲۰۵) میں کیا گیا ہے کہ قرآن پڑھنے اور اُس پر عمل کے نتیجہ میں تم رحمتِ ایزدی کے مورد ہو جاؤ گے خلافتِ راشدہ کا نتیجہ بھی آیتِ استخلاف میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ـ یعنی خلافتِ حقہ اسلامیہ کا آخری شیریں پھل دنیا میں ظاہر ہوگا اور تمام دنیا رحمتِ خداوندی کے سایہ تلے آجائے گی۔ یہی وہ انجام ہے جس کا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اِن الہامات میں ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"سَنُرِيْهِمْ اٰيَاتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ ـ حُجَّةٌ قَائِمَةٌ

وَ فَتْحٌ مُّبِیْنٌ حُکْمُ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ السُّلْطٰنِ یُؤْتٰی لَہُ الْمُلْکُ الْعَظِیْمُ وَ تُفْتَحُ عَلٰی یَدِہٖ الْخَزَائِنُ وَ تُشْرِقُ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ وَفِیْ اَعْیُنِکُمْ عَجِیْبٌ۔

(تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۳۸۳)

KHILAFAT LIBRARY

یعنی ہم عنقریب لوگوں کو اپنے نشان اُن کے اِردگرد اور اُن کی ذاتوں میں دکھائیں گے اُس دن حجت قائم ہو جائے گی اور کھلی کھلی فتح ظاہر ہو جائے گی۔ خدائے رحمان کا یہ حکم ہے اپنے اِس خلیفہ کے لئے جس کی آسمانی بادشاہت ہے۔ اُس کو ملک عظیم دیا جائے گا اور خزانے اُس کے لئے کھولے جائیں گے اور تمام زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اُٹھے گی۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور تمہاری نگاہوں میں عجیب۔

سلسلۂ خلافتِ اسلامیہ کے خاتم الخلفاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی پیشگوئی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو تمام دُنیا پر غالب کرنے کے لئے اِس زمانے میں آسمانی خلافت کا جو سلسلہ قائم فرمایا ہے باوجود تمام روکوں کے ایک دن یہ رُوئے زمین پر محیط ہو جائے گا اور دُکھیا انسانیت اس کے ٹھنڈے سایوں تلے آرام کرے گی اور بنی نوع انسان لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ کا ایک عجیب نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے جو میں اِس دُنیا سے گزر جاؤں میں اپنے اس حقیقی آقا کے سوا دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا اور وہ ہر ایک دشمن سے مجھے اپنی پناہ میں رکھے گا۔ فالحمد للہ اوّلاً و آخراً وظاھراً وباطناً ھو ولیّ فی الدنیا والآخرۃ وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کرے گا اور مجھے ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت میں درندوں سے بدتر ہو جائے تب بھی وہ میری حمایت کرے گا۔ مَیں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اُتروں گا کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور مَیں اس کے ساتھ ہوں اور میرے اندرون کا جو اس کو علم ہے کسی کو بھی نہیں۔ اگر سب لوگ مجھے چھوڑ دیں تو خدا ایک اور قوم پیدا کرے گا جو میرے رفیق ہوں گے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے

مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔ خدا وہی ہے جو میرے پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتا ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں .... پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ صـ ۱۲۸، ۱۲۹)

KHILAFAT LIBRARY

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا ہے وہ اپنی اس جماعت کو تمام مُلکوں میں پھیلا دے گا اور حجّت اور بُرہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی .... یاد رکھو! کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسٰی اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پُوری نہیں ہو گی کہ عیسٰی کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب

ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

اب اِن تیرہ اقساط پر پھیلے ہوئے مضمون کے آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا کرتے ہیں کہ اسے ہمارے قادر و توانا خدا تیری توفیق و نصرت کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں۔ تو ہی ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے بزرگ ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اللہ و عترتی والی حدیث پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قرآن کریم اور خلافتِ حقّہ کی آسمانی رسّیوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور اسے ہمارے قادر و توانا خدا ہمیں وہ دن جلد دکھا کہ قرآن کی حکومت ساری دُنیا پر قائم ہو جائے اور رُوئے زمین نُورِ فرقان سے جگمگا اُٹھے۔

وَاٰخِرُ کَلِمُنَا حَمۡدٌ وَّ شُکۡرٌ

لِرَبٍّ مُحۡسِنٍ ذِی الۡاِمۡتِنَانِ

KHILAFAT LIBRARY

رُوحانی ترقی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"یہ خوب یاد رکھو کہ کبھی روحانیت صعود نہیں کرتی جب تک پاک دل نہ ہو۔ جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوّت پیدا ہو جاتی ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۵۸)

مغرب میں عیسائیت کا رُو بہ انحطاط اور اس کا ایک خاص پہلو

پادری دھڑا دھڑ اپنے عہدوں سے دستبردار ہو کر نئے ذرائع معاش اختیار کر رہے ہیں

یہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ مغربی ممالک میں عیسائیت بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ حالانکہ یہی وہ ممالک ہیں جنہیں آج سے کچھ عرصہ قبل تک عیسائیت کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ پھر یہی وہ ممالک ہیں جہاں کی مشنری سوسائٹیوں نے گزشتہ صدی کے دَوران ساری دنیا کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کی ایک زبردست مہم چلا کر دُنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا۔ اور پھر انہوں نے یہ بلند بانگ دعاوی بھی کئے تھے کہ بیسویں صدی شروع ہونے کی دیر ہے کہ ساری دُنیا میں عیسائیت غالب آ چکی ہو گی۔

KHILAFAT LIBRARY

عیسائیت کا دُنیا بھر میں غالب آنا تو کجا اب خود مغربی ممالک میں یہ حالت ہے کہ وہاں لوگ رسمی اور اسمی طور پر عیسائی شمار ہونے کے باوجود مروجہ عیسائیت کے سراسر خلافِ عقل عقائد سے یکسر دستبردار ہو چکے ہیں حتّٰی کہ وہ مختلف کلیسیائی تنظیموں سے بھی کوئی تعلق یا واسطہ رکھنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل وہاں لاتعداد گرجے ویران پڑے ہیں اور اُن کی بے مصرف عمارتوں کو فروخت کیا جا رہا ہے۔ بہت سے گرجے فروخت ہونے کے بعد سکول اور کلبوں وغیرہ میں تبدیل ہو چکے ہیں اور ابھی بہت سے ہیں جن پہ "برائے فروخت" کی تختیاں آویزاں ہیں اور جلد یا بدیر وہ بھی فروخت کر دیئے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ جب گرجے ہی فروخت ہو رہے ہیں تو پھر پادریوں کی ضرورت ہی کہاں باقی رہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں آجکل ایکطرف پادری دھڑا دھڑ اپنے عہدوں سے دستبردار ہو کر دوسرے تمام دنیوی ذرائعِ معاش اختیار کرتے جا رہے ہیں اور دوسری طرف نئے پادری تیار کرنے والے عیسائی اداروں میں طلباء کی تعداد دن بدن گرتی جا رہی ہے۔

پچھلے دنوں اس پریشان کن صورتِ حال پر امریکہ کے ایک انگریزی اخبار "اَویک" (Awake) میں ایک تفصیلی مضمون شائع ہوا تھا جسے نیروبی سے شائع ہونے والے اخبار "ایسٹ

افریکن ٹائمز" نے بھی اپنی مئی ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں نقل کیا تھا۔ ہم اس مضمون کے بعض حصوں کا ترجمہ "ایسٹ افریکن ٹائمز" کے حوالہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ مضمون نگار رقمطراز ہے:-

"۱۹۶۸ء کے دوران نمایاں ہونے والے رجحانات میں سے سب سے نمایاں رجحان یہ ہے کہ دنیائے عیسائیت کے گرجاؤں کی صورتِ حال بڑی تیزی سے انحطاط پذیر ہو رہی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

یوں تو کلیسیا فی زمانہ بہت سے تباہ کن مسائل سے دوچار ہے لیکن ان میں سے سنگین صورت اختیار کرنے والے دو مسئلے یہ ہیں کہ ایک تو زیادہ سے زیادہ تعداد میں پادری اپنے عہدوں کو خیرباد کہہ رہے ہیں اور دوسرے یہ کہ نئے پادری تیار کرنے والے اداروں میں طلباء کی تعداد خطرناک حد تک گرتی جا رہی ہے۔

امریکی مجلہ "یو۔ایس۔ نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ" نے اپنے ۹ دسمبر ۱۹۶۸ء کے شمارہ میں پادریوں کی بڑھتی ہوئی کمی کو "چرچ میں رونما ہونے والی خلیج" سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا: "جہاں تک نئے پادری تیار کرنے کا سوال ہے عیسائی فرقوں کے تعلیمی ادارے یکے بعد دیگرے انحطاط کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اُدھر ہزاروں کی تعداد میں پرانے پادری کلیسیا کو یکسر خیرباد کہہ رہے ہیں ..... نتیجہ یہ ہے کہ بعض گرجوں کے لئے پورا وقت کام کرنے والے پادری دستیاب ہی نہیں ہوتے۔"

ایک اور مجلہ "کرسچین سنچری" نے اپنی ۲۴ اپریل ۶۸ء کی اشاعت میں لکھا "ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہوں نے بحیثیت پادری فرائض سرانجام دینے کے پیشے سے خاموشی کے ساتھ دستکش ہو کر عام دنیوی ملازمتیں اختیار کر لی ہیں۔" امریکہ کی ایک عیسائی ایسوسی ایشن The National Association for Pastoral Renewal in the United States نے اس بارہ میں ایک جائزہ لیا تھا۔ اُس جائزہ کی رُو سے پادری گزشتہ سال کی نسبت امسال اکتیس ۳۱ فیصد سے زیادہ کی تعداد میں چرچ کی ملازمت سے مستعفی ہوئے ہیں۔ امریکی پادری یوجین سی کینیڈی (Eugene C. Kennedy) کا کہنا ہے کہ "ہم دیکھ رہے ہیں کہ پرانی کلیسیائی ثقافت کا انعدام

ہوتی جا رہی ہے۔

مسیحی دینیات کے سکولوں میں طلباء کی تعداد میں روز افزوں انحطاط کی کیفیت اور بھی زیادہ نمایاں ہے۔ "دی کرسچین سنچری" نے لکھا:- "مسیحی دینیات کے سکول مصیبت میں گرفتار ہیں۔ وہ جس نازک اور تکلیف دہ صورتِ حال سے دوچار ہیں اسے معمولی بات سمجھتے ہوئے اہمیت نہ دینا درست نہیں ہے۔ شاید ہی دو چار مہینے ایسے گزرتے ہوں جبکہ کسی نہ کسی مذہبی سکول کے بند ہونے کی افواہ یا مصدقہ اطلاع سننے میں نہ آتی ہو۔ سکولوں کے انحطاط یا اُن کے بند ہونے کا بڑھتا ہوا یہ مسلسل رجحان اور اس پر قابو پانے میں اصحابِ اختیار کی ناکامی اور بے بسی انتہائی پریشان کن صورتِ حال پر دلالت کرتی ہے۔"

KHILAFAT LIBRARY

کیتھولک ممالک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی نشاندہی اُس رپورٹ سے بھی ہوتی ہے جو رسالہ "کرسچین ہیری ٹیج" کے اکتوبر ۶۸ء کے شمارہ میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے "ارجنٹائن کے دارالحکومت بیونس ایریز کے آرچ ڈیکون کے حلقۂ کار میں رہائش رکھنے والے کیتھولک عیسائیوں کی تعداد بیس لاکھ ستر ہزار ہے۔ وہاں لوگوں میں پادری بننے کی خواہش کا حال یہ ہے کہ ۱۹۵۱ء میں جبکہ ۱۸ پادریوں کا تقرر عمل میں آیا تھا گزشتہ سال یہ تعداد گر کر صرف ڈیڑھ رہ گئی یعنی کل دو پادریوں کا تقرر عمل میں آسکا۔" رپورٹ میں مزید درج تھا کہ وِلّا ڈیووٹو (Villa Devoto) میں مسیحی دینیات کا سکول ویران ہو چکا ہے۔ اور "نیوز ویک" نے ۲ ستمبر ۶۸ء کے شمارہ میں لکھا کہ "لاطینی امریکہ کے بہت سے شہروں میں مسیحی دینیات کے سکول خالی پڑے ہیں" (یعنی ان میں اب کوئی داخلہ لیتا ہی نہیں)۔

کلیسیائے انگلستان کو لندن سے یہ تجویز موصول ہوئی کہ چونکہ پادری کے طور پر زندگی گزارنے کی خواہش لوگوں میں کم ہوتی جا رہی ہے اس لئے اسے چاہیئے کہ وہ مسیحی دینیات کے سکولوں کی تعداد پچیس۲۵ سے گھٹا کر چودہ۱۴ کر دے۔ اس تجویز پر "دی کرسچین سنچری" نے لکھا "اس صورتِ حال نے کلیسیا میں دل شکستگی اور بدشگونی کا احساس پیدا کر دیا ہے۔" رسالہ مذکور نے مزید لکھا "یہ صورتِ حال کلیسیائے انگلستان کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے۔ یہ ایک عالمگیر وبا ہے ..... ہم جو کچھ دیکھ

رہے ہیں اس کا ماحصل یہ ہے کہ تثلیثی اور ادارہ جاتی مسیحیت کے خلاف بغاوت کی کیفیت دن بدن پنپ رہی ہے۔"

اِس بغاوت کا ایک سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کلیسیا جس دینیات کی تعلیم دیتا ہے وہ عدمِ یقین کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ ایک اور سبب یہ ہے کہ سکالرز نے بائیبل کے متعلق اِس قدر چھان بین کی ہے اور اس کی ہر بات کا تجزیہ کر کے اسے کچھ اِس رنگ میں پیش کیا ہے کہ اس کی یہ حیثیت کہ گویا خدا ان سے ہمکلام ہے نگاہوں سے اوجھل ہو کر رہ گئی ہے۔ پھر بلاشبہ کلیسیا خود جس گڑبڑ اور افراتفری کا شکار ہے اُس نے نوجوانوں کو سخت بددل کر دیا ہے اس لئے انہیں عافیت اِسی میں نظر آتی ہے کہ پادری کے پیشے سے دُور ہی رہا جائے۔

KHILAFAT LIBRARY

انحطاط کے اِس رجحان کی تصدیق بار بار اور بہ تکرار مختلف ذرائع سے ہوتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر تعلیم اور قومی امور کے متعلق ۲۶ جولائی ۱۹۶۸ء کے "بلٹین" میں میتھوڈسٹ چرچ میں بحرانی کیفیت کا حسب ذیل الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے ـــــ "میتھوڈسٹ چرچ کے تعلیمی اداروں میں پادری بننے کی نیت سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد گزشتہ آٹھ سال کے دوران بہت گر گئی ہے۔ ۶۱-۱۹۶۰ء میں ایسے طلباء کی تعداد ۲۴۹۵ تھی۔ یہ تعداد گرتے گرتے ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۱۹۳۲ رہ گئی۔

ایموری یونیورسٹی کے کینڈلر سکول آف تھیالوجی کے ڈین، ولیم آر کینن نے اس صورتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ـــــ "پادری بننے کے ارادہ سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد اِس حد تک گر گئی ہے کہ صورتِ حال نازک سے نازک تر ہوتی جا رہی ہے اور اصلاحِ احوال کی قطعاً کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔" انہوں نے مزید کہا "ہمارے کالجوں میں طلباء پادری بننے میں کم سے کم دلچسپی ظاہر کر رہے ہیں۔ دینیات کے سکولوں میں اِس وقت جو صورتِ حال ہے وہ چھوٹے پیمانہ پر اُس صورتِ حال کی آئینہ دار ہے جس سے کلیسیا دوچار ہے۔ پورا معاشرہ فی زمانہ آئینی اور ادارہ جاتی مذہب (کلیسیائی مسیحیت) کا مخالف ہے اور اگر مخالف نہیں تو اس سے لاپرواہ ضرور ہے۔

زوال و انحطاط کے تیزی سے بڑھتے ہوئے اِس رجحان سے متاثر ہو کر "دی

کرسچین سینچری" کو اپنے تبصرہ میں بالآخر یہ لکھنا ہی پڑا ـــــ "مسیحی دینیات کے سکولوں کے بہت کم اساتذہ ایسے ہوں گے جو ایک سکول کے بعد دوسرے سکول کو بند ہوتا دیکھ کر حیرت و استعجاب کے عالم میں اپنے آپ کو یہ سوچنے پر مجبور نہ پاتے ہوں کہ انہوں نے ایک ایسے کام کی ذمہ داری قبول کر کے اپنی اور اپنے خاندانوں کی قسمت کو اس کے ساتھ وابستہ کر لیا ہے جو خود دم توڑ رہا ہے۔"

KHILAFAT LIBRARY

ان اساتذہ کی فکرمندی اور تشویش بے بنیاد نہیں ہے کیونکہ مستقبل توقع سے کہیں بڑھ کر تاریک نظر آرہا ہے۔ جو تھوڑے سے بہت طلباء مسیحی دینیات کے سکولوں میں داخلہ لے بھی رہے ہیں وہ اپنے پیشرو طلباء کی نسبت کہیں زیادہ پریشان خیالی اور ذہنی الجھن کا شکار ہیں۔ جیسا کہ "دی کرسچین سینچری" نے اپنے ادارتی مقالہ میں لکھا ہے ـــــ "پہلے طلباء پختہ عقائد کے ساتھ سکولوں میں داخلہ لیتے تھے اب وہ خود نئے عقائد کی تلاش میں داخلہ لیتے ہیں .... مسیحی دینیات کے مدارس جس مشکل سے دوچار ہیں وہ یہ ہے کہ اب ان میں تعلیم حاصل کرنے والے جو طلباء گریجوایشن کے بعد فارغ التحصیل ہوتے ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر باطنی کشمکش میں اس قدر الجھے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ نہ صرف یہ کہ سوسائٹی کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہوتے بلکہ ان کا وجود خود سوسائٹی کے لئے ایک بوجھ ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ وہ معاشرہ کا بوجھ ہلکا کرنے کی بجائے اس میں اور اضافہ کا موجب ثابت ہوتے ہیں"۔ (ترجمہ از "ایسٹ افریقن ٹائمز" مئی ۱۹۶۹ء)

مبارک اور خوش قسمت شخص

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جس کا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے دوسروں پر مقدم کر لیتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۵۷)

اھم مرکزی اعلان

مجلس انصار اللہ کی ترقی کا راز

مجلس انصار اللہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم کو اپنے نفوس اور اہل وعیال میں جاری وساری کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے ۔ ایسی بابرکت اور مفید تنظیم کی آبیاری ہمارا فرض ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بابرکت اور مفید تنظیم کو کامیاب بنانے کے لئے اراکین انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

KHILAFAT LIBRARY

"اگر وہ (انصار اللہ) اس حقیقت سے اغماض کریں گے کہ انہوں نے اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے تو انصار اللہ کی عمر کے بعد اور کونسی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں جب تک انصار اللہ اپنی ترقی کے لئے صحیح طریق اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوگی۔ مثلاً میں نے انہیں توجہ دلائی تھی کہ اپنے کام کی توسیع کے لئے روپیہ جمع کریں اور اسے مناسب اور ضروری کاموں پر خرچ کریں ۔ ۔ ۔ ۔ میں ایک دفعہ پھر انصار اللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھیں ۔ ۔ ۔ ۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہماری مدد فرمائے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے ذاتی فرائض کو ادا کرتے ہوئے اپنے بھائیوں کو بھی اٹھانے اور ان کو بیدار کرنے کا باعث ہو تا کہ ہم خدا تعالےٰ کے سامنے بیدار اور ہوشیار سپاہیوں کی صورت میں پیش ہوں، مردار اور بیکار لوگوں کی صورت میں پیش نہ ہوں۔"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ اس لئے جملہ اراکین انصار اللہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنے فرائض کی بجاآوری کی طرف توجہ فرماویں اور مجلس کے کاموں میں وسعت پیدا کرنے کے لئے اخراجات مہیا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تدبیر اور دعا کا اتحاد اسلام ہے

گناہ سے بچنے کے لئے تدبیر اور دعا دونوں سے کام لینا ضروری ہے

KHILAFAT LIBRARY

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :۔

''گناہ اور غفلت سے پرھیز کے لئے اس قدر تدبیر کی ضرورت ھے جو حق ھے تدبیر کا ۔ اور اس قدر دعا کرے جو حق ھے دعا کا ۔ جب تک یہ دونوں اس درجہ پر نہ ھوں اس وقت تک انسان تقویٰ کا درجہ حاصل نہیں کرتا اور پورا متقی نہیں بنتا ۔ اگر صرف دعا کرتا ھے اور خود کوئی تدبیر نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان کرتا ھے ۔ یہ سخت گناہ ھے ۔ اللہ تعالیٰ کا امتحان نہیں کرنا چاھئیے۔ اس کی مثال ایسی ھے جیسے ایک زمیندار اپنی زمین میں تردد تو نہیں کرتا اور بدوں کاشت کے دعا کرتا ھے کہ اس میں غلہ پیدا ھو جائے وہ حق تدبیر کو چھوڑتا ھے اور خدا تعالیٰ کا امتحان کرتا ھے ۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ھو سکتا ۔ اور اسی طرح پر جو شخص صرف تدبیر کرتا ھے اور اسی پر بھروسہ کرتا ھے اور خدا تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا وہ ملحد ھے ۔

جیسے پہلا آدمی جو صرف دعا کرتا ھے اور تدبیر نہیں کرتا وہ خطا کار ھے اسی طرح پر یہ دوسرا جو تدبیر ھی کو کافی سمجھتا ھے وہ ملحد ھے ۔ مگر تدبیر اور دعا دونوں باھم ملا دینا اسلام ھے ۔ اسی واسطے میں نے کہا ھے کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے لئے اس قدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ھے اور اس قدر دعا کرے جو دعا کا حق ھے ۔ اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ھی سورۃ فاتحہ میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھ کر فرمایا ھے ایاك نعبد وایاك نستعین ۔ ایاك نعبد اسی اصل تدبیر کو بتاتا ھے اور مقدم اس کو کیا ھے کہ پہلے انسان رعایت اسباب اور تدبیر کا حق ادا کرے ، مگر اس کے ساتھ ھی دعا کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ ھی اس کو مدنظر رکھے ''

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۶۸)

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا